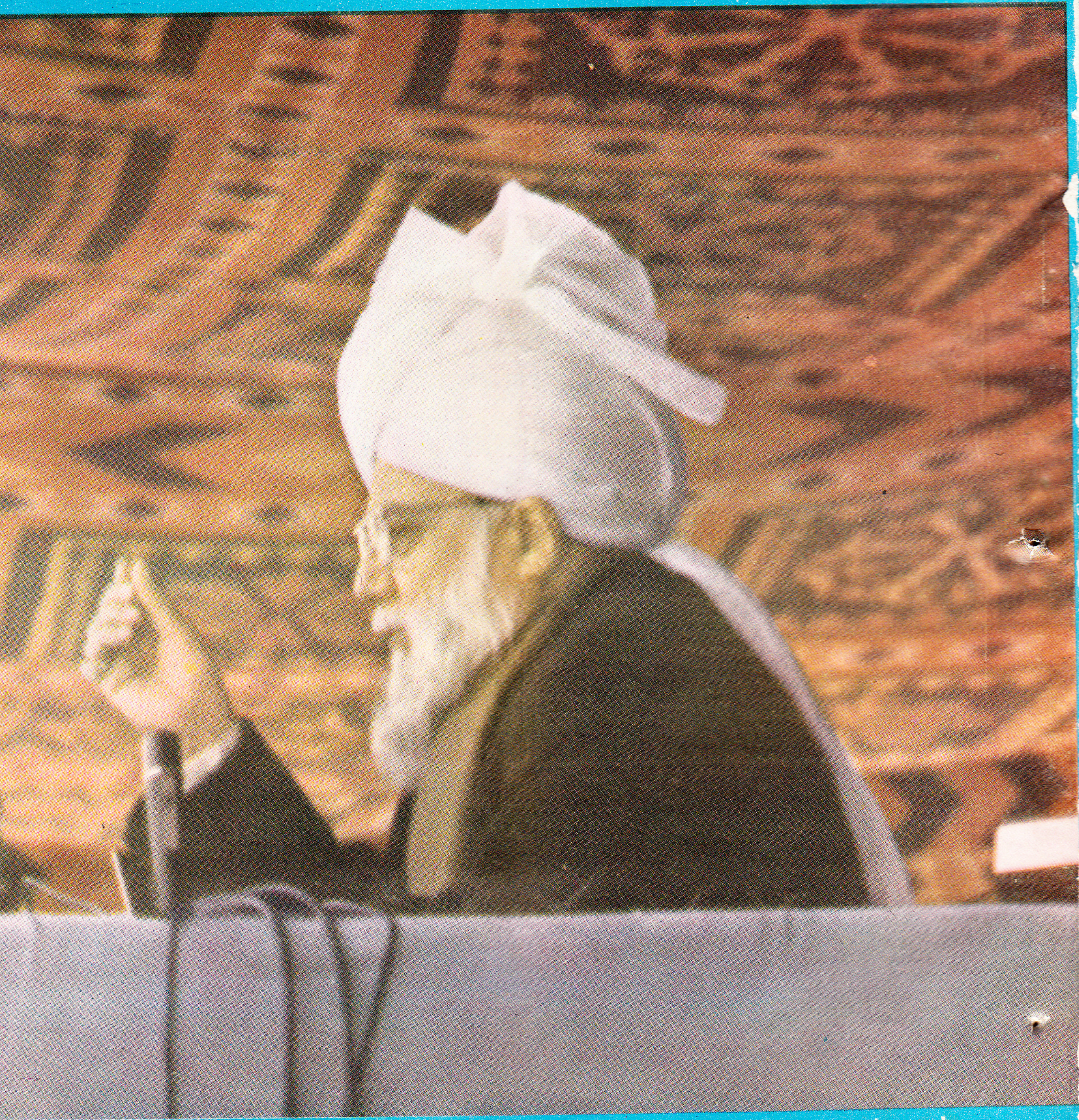
ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

- نبوت / فتح .... ۱۳۵۸ ہش
- محرم ۱۴۰۰ھ
- نومبر / دسمبر ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر: سید عبد الحی بن سید کمال یوسف

قیمت سالانہ .... پندرہ روپے

فہرست مضامین

پبلشر . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۲ | انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۱-۱۲

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے بائیسویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

انصار اللہ کا فرض ہے کہ اپنی زندگیوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالیں

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے ۲۲ ویں سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو جو خطاب فرمایا تھا اس کا متن ذیل میں افادۂ احباب کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

انسانوں کو عادتیں بھی پڑ جاتی ہیں۔ میں نے ساری عمر اس بات کا خیال رکھا کہ عادت نہ پڑے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ لاؤڈ سپیکر پر بات کرنے کی عادت پڑ چکی ہے۔ اس سے قبل اس مجمع سے بھی بڑے مجمعوں میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے میں تقریر کرتا رہا ہوں مگر اب بری عادت پڑ چکی ہے اور ونیس صاحب کی آواز کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے مبعوث ہوئے اور جہاں تک انسانوں کا تعلق ہے آپ تمام بنی نوع انسان کی طرف نہ ختم ہونے والی رحمتوں کے ساتھ بطور نبی کے مبعوث ہوئے اس لئے جہاں تک انسانوں کا تعلق ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت نے انسان انسان میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں کیا۔ آپ سب کے لئے ہی رحمت۔ مومن و کافر کا یہاں سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جو تعلیم آپ لے کر آئے اس کا ہر حکم امر ہو یا نہی۔ مومن کے لئے بھی رحمت ہے اور کافر کے لئے بھی رحمت ہے۔

جو احکام آپ لے کر آئے ان میں سے بعض اصولی باتوں کے متعلق اس وقت میں کچھ کہوں گا۔

انسانوں کو عمل صالح کا حکم ہے یعنی جو کچھ بھی وہ کرے خدا تعالےٰ کی ہدایت اور تعلیم کی روشنی میں کرے اور اس تعلیم کی وسعت بہت بڑی ہے۔

ہمارے اعمال ہماری زبان سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور زبان سے تعلق رکھنے والے اعمال صالحہ بہت سے ہیں۔ ان میں سے میں ایک کو اس وقت لوں گا جس کی بنیادی حیثیت ہے اور وہ ہے "قول"۔ تعلیم یہ دی کہ جھوٹ مت بولو۔ دوسرے یہ کہ سچ بولو تیسرے یہ کہ صرف سچ نہیں بلکہ قول سدید ہو سچ بھی ہو اور ہر قسم کی کجی سے پاک بھی ہو اور اس پر زائد یہ کہ قول طیب بھی ہو یعنی جھوٹ نہ ہو سچ ہو سدید ہو اور طیب بھی ہو۔ طیب کے معنی ہیں جو موافق ہو۔ یہ موافق ہونا انسان کے مخاطب کو مدنظر رکھ کر بھی ہے یعنی جس ماحول میں باتیں کر رہے ہو اس ماحول میں سننے والوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی باتیں کرو فرمایا

جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص سے اس کی عقل کے مطابق بات کرو۔ یہ طیب ہی کی تفسیر ہے۔

پھر جہاں تک حقوق کا سوال ہے اسلام نے حقوق کی تعیین اور ان کی حفاظت کے سلسلہ میں انسان انسان میں کوئی تمیز نہیں کی۔ مثلاً لیاقت کے لحاظ سے انسان میں پیدائشی فرق تو ہے لیکن حکم یہ ہے کہ ہر شخص کو معاشرہ میں اس کی لیاقت کے مطابق مقام دیا جائے۔ اور اس میں مسلم و کافر کی کوئی تمیز نہیں فرمایا۔

اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا

اسلامی تعلیم اہلیت کے مطابق تقرریاں بھی کرتی ہے۔ اور ترقیات بھی دیتی ہے۔ اس کی بیسیوں مثالیں

ہمیں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملتی ہیں۔ خلفائے راشدین نے اپنے اپنے فن کے ماہرین کو مدینہ بلا کر بہت سے شعبوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ حالانکہ ان لوگوں کا تعلق نہ صرف یہ کہ غیر مسلم عقائد کے ساتھ تھا بلکہ جنگجو، اسلام سے لڑنے والی اقوام کے ساتھ بھی تھا۔

اسلام ایک حسین مذہب ہے۔ قولاً یا فعلاً کسی جگہ بھی دکھ کے سامان نہیں پیدا کئے اس نے بلکہ ہر ایک کے لئے مسرت اور اطمینان کے حالات پیدا کئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان کے ہاتھ میں کند تلواریں تھیں، اسلام کے حسن نے لاکھوں لاکھ انسانوں کے دل جیتے۔ اور اس پیاری تعلیم نے ربِ کریم کے محبوب رسولؐ کے قدموں میں انہیں لا بٹھایا۔

پس انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ اپنی نسلوں کی صحیح طور پر تربیت کریں۔ اپنے گھروں میں بچوں کو اسلام سکھائیں۔ قرآن پڑھائیں۔ پیارے رسولؐ کی پیاری باتیں ان کے کانوں میں ڈالیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق حضرت مہدیؑ کی باتیں ان تک پہنچائیں۔ اور مہدی علیہ السلام کی کتب کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنی نسلوں کو بھی کروائیں۔ تاکہ جو ہماری ذمہ داری ہے کہ ساری دنیا میں اسلام غالب ہو اس ذمہ داری کو ہم کما حقہ ادا کر سکیں۔ اور اپنے خدا کے حضور سرخرو ہو جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اور خدا تعالےٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے وہ ہمیں کامیاب طریقے پر کرنے کی وہ خود توفیق عطا کرے۔ آمین۔

بہترین نصیحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے۔ اور دورنگی اختیار کرتا ہے۔ وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم ص۲۷)

انصار اللہ کے ۲۲ ویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایمان افروز خطاب

غلبہ اسلام کی صدی کے استقبال کے لئے ایک خصوصی پروگرام

- ہر بچہ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھے۔
- قرآن کریم ناظرہ جاننے والے ترجمہ اور تفسیر سیکھیں
- ہر احمدی بچہ کم از کم میٹرک ضرور پاس کرے۔
- احمدی اسلامی اخلاق کی حسین تعلیم پر قائم ہوں

حضور نے تشہد اور تعوذ کے بعد سورہ انفال کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ ○ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُونَ ○

حضور نے ان آیات سے استنباط فرماتے ہوئے سچے مومنوں کی نو صفات بیان کیں اور فرمایا کہ جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں اور یہ صفات اپنے سامنے رکھتے ہیں تو ہمارے سامنے جماعت احمدیہ کا اور اس کی ذیلی تنظیموں کا پروگرام آجاتا ہے جس کا میں ابھی اعلان کروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ اس اعلان سے قبل میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعتی زندگی کے سو سال پورے ہونے میں قریباً دس سال باقی

ہیں اور میرے اس پروگرام کا تعلق انہی دس سالوں سے ہے

حضور نے اس تاریخی پروگرام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس پروگرام کا پہلا حصہ علوم روحانی کا سیکھنا ہے۔ اس کے لئے ہر احمدی بچہ خواہ وہ شہر میں رہنے والا ہو یا دیہات میں، خواہ وہ بڑی جماعتوں کا طفل ہو۔ خواہ وہ ایسی جماعت سے تعلق رکھنے والا ہو۔ جہاں پر ایک ہی خاندان احمدی ہو اسے جتنی جلدی ممکن ہوسکے قاعدہ یسرنا القرآن پڑھا دیا جائے۔

۲۔ حضور نے اس پروگرام کی دوسری شق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر کے لحاظ سے ہر طفل، ہر خادم ہر نیا احمدی، ہر پرانا غافل احمدی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس پروگرام کے اس حصے کی تیسری شق یہ بیان فرمائی کہ جو افراد قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں وہ قرآن کے معانی کی تفسیر پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جب ہم نے یہ کہا ہے۔ کہ ایک سچا مومن اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت کرتا ہے۔ تو جو شخص یہ جانتا ہی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کیا حکم دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کیسے کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ معلّمِ حقیقی اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو تفسیر خود سکھائی ہمیں اس کا علم ہو۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ان کتبِ احادیث کو پڑھنے اور جاننے والے ہوں جن میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی تفسیر پائی جاتی ہے ۔ اور پھر وہ اس پیاری تفسیر کو ہر احمدی کے کان تک پہنچانے والے ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ تفسیر دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو خود خدا تعالےٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھائی دوسرے وہ جو اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ نور کے نتیجہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کی۔

حضور نے فرمایا کہ یہ مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ ہر بگڑے ہوئے ماحول میں جب انسان اپنے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو جائے۔ تو انسان کی مدد کیلئے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن ہی آئے گا۔

۳۔ حضور نے اپنے اس پروگرام کے تیسرے حصہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش آیاتِ باری سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں یہ حکم چھپا ہوا ہے کہ جن علوم کو دنیوی علوم کہا جاتا ہے اور جن کا تعلق ستاروں۔ کیمیا اور طبعیات، کھانے پینے کی اشیاء اور طب سے ہے ان میں بھی خدا کی آیات نظر آتی ہیں اور ان کو سیکھنا بھی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج میں یہ اعلان کرتا ہوں اور جماعت میری اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے۔

اپنی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا پر احسان کرنے کی خاطر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے دنیوی علوم بھی روحانی نور کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے سیکھنے کی کوشش کرے۔ آئندہ دس سال میں یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارا کوئی بچہ بھی میٹرک کی تعلیم سے کم نہ ہو۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ اکی ذمہ داری امرائے اضلاع، تنظیم انصار اللہ، تنظیم خدام الاحمدیہ اور جماعت پر عائد ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے بعد جو بچے ذہین نکلیں ان کو آگے پڑھانے کی ذمہ دار جماعت ہے تاکہ ہم پر جو خدا نے اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ ہم غریبوں کے گھروں میں ذہین بچے پیدا کر دیئے اور ذہانت سے ہماری جھولیاں بھر دی ہیں ہم ان سے بے اعتنائی کر کے ناشکر نہ بنیں۔

۴۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے پروگرام کا چوتھا حصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت اسلام کے حسین اخلاق پر قائم ہو اور اصلاح یافتہ معاشرہ اپنے ماحول میں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ حضور نے فرمایا کہ معاشرہ کو برائیوں سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے اور یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے کہ جو کوئی بھی معاشرہ کو برائیوں سے بچانے کی کوشش کرے۔ اس کو آپ کا پورا تعاون حاصل ہو۔ حضور نے اس ضمن میں چند موٹی باتیں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

۱۔ کوئی احمدی جھوٹ نہ بولے۔

۲۔ کسی احمدی کو گالی دینے کی عادت نہیں ہونی چاہیئے۔

۳۔ ہر احمدی اپنی بات کا پکا ہو۔

۴۔ عہد پورا کرے

۵۔ جو کہے اس پر عمل کرے۔

۶۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے جماعت کے اندر یا باہر رنجش نہ پیدا ہونے دے۔

۷۔ کوئی احمدی اپنے احمدی بھائی سے اور نہ دوسرے بھائیوں سے لڑائی جھگڑا کرے۔ اور اگر کوئی اختلاف ہو تو جہاں تک ملکی قانون اس کی اجازت دے اس اختلاف کو جماعتی ثالثی کے ذریعہ دور کرے۔

حضور نے فرمایا کہ کوشش کرو کہ پیار کے ساتھ دنیا کے دل خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتو۔ اگر تم اب ایسا کرو گے تو خدا کے پیار کو حاصل کر لو گے۔ اور اگر تم خدا کے پیار کو حاصل کر لو گے تو ہر دو جہاں کی نعمتیں تمہیں مل جائیں گی۔ پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

سچے مومن کی نو علامات

اس سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال کی تلاوت کردہ آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سچے مومنوں کی نو صفات بیان فرمائیں۔

۱۔ سچے مومن تقویٰ کے حصول یعنی ایسے اعمال بجالانے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ اللہ کی امان، حفاظت اور پناہ میں آجائیں۔

۲۔ سچے مومن معاشرے سے گندگی کو دور کرکے اصلاح یافتہ معاشرہ بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ ان کی اصلاح کی غرض اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہوتی ہے۔

۴۔ ان کی اصلاح کی غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے چار معنی ہیں۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ اس تفسیر کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ اسوۂ رسول کے حسن اور عظمت سے واقف ہوں اور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اجتہاد فرمایا ہے اس کو ہر دوسرے اجتہاد پر فوقیت دیں۔

۵۔ جب اس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جائیں تو اس کا دل خشیت سے بھر جائے۔

۶۔ اللہ کی آیات کا ذکر اس کے ایمان کو بڑھائے۔ حضور نے فرمایا کہ آیات اللہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ہر تخلیق اس کی آیت ہے۔ اور دوسرا مطلب معجزات اور نشانات ہیں جو انسان کو خدا تعالےٰ اپنی طرف راہبری کرنے کے لئے دکھاتا ہے۔

۷۔ سچا مومن صرف اللہ پر توکل کرتا ہے اور باقی ہر شے کو لاشے محض سمجھتا ہے۔

۸۔ وہ حقوق اللہ کی ادائیگی اس طرح کرتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی کھوٹ اور غیر اللہ کی طرف کوئی رغبت نہیں ہوتی۔

۹۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے سب حقوق ادا کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایسے مومنوں کو اللہ تعالےٰ بڑے بڑے مدارج بخشتا ہے۔ ان کی بخشش کا سامان کرتا ہے اور ان کو معزز رزق عطا کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بخشش کے حصول کے

حضور ایدہ اللہ نے بخشش کے حصول کے تین طریقوں کا ذکر کیا جو یہ ہیں

اوّل دعا ہے۔
دوم ہوائے نفس کی یلغار سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنا ہے۔
اور سوم۔ وہ مجاہدہ ہے جو کہ ہر ایسی قوت کے خلاف کیا جاتا ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے۔
حضور نے دعا فرمائی کہ خدا کرے کہ ہم سچے مومنوں کی صفات اپنے اندر پیدا کر کے خدائی انعامات کے وارث بنیں۔ آمین۔

ہماری جماعت کا فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دیں۔ اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے جو غائب ہیں تا کہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں۔ اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں یاد رکھو خدا کے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے وہ اندھے ہوتے ہیں اور ان کے سننے کے کان نہیں ہوتے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا صدارتی خطاب

[محترم مکرم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے ۲۲ ویں سالانہ اجتماع انصار اللہ سے مورخہ ۲۸/۱۰/۷۹ کو جو صدارتی خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔]

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد صدر مجلس نے فرمایا:

اس اجلاس کا آخری اور اصل اور حقیقی خطاب کہ جو دراصل مرکزی نقطہ ہے اس سارے اجتماع کا، وہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب ہوگا۔ جو اس وقت سے قریباً ۴۰ منٹ بعد انشاء اللہ شروع ہوگا۔

روایتاً صدر مجلس کو اس خطاب سے پہلے کچھ وقت دیا جاتا ہے کہ وہ انصار بھائیوں اور بزرگوں کی خدمت میں اپنے گزشتہ تجربے کو پیش نظر رکھ کر کچھ ایسی باتیں عرض کر سکے جس سے آئندہ سال پروگرام بہتر طور پر چل سکیں۔

جس وقت قائدین مرکزیہ آپ سے خطاب فرما رہے تھے۔ اپنی رپورٹیں پڑھ رہے تھے کچھ شعبوں کے متعلق۔ تو اس وقت درمیان میں کچھ نہ کچھ عرض کر دیا تھا کچھ مرکزی شعبے یا بعض اصولی باتیں ایسی ہیں جن سے متعلق میں اب کچھ بیان کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تربیت کا معاملہ ہے۔ آج کے خطاب کے لئے میں تربیت کی تفاصیل کو نہیں لیا بلکہ اپنے کارکنان بھائیوں سے میں اس اصل کو بیان کرنا چاہتا ہوں جو ساری تربیت کا راز ہے جس میں تربیت کی کنجی ہے وہ کارکن کی اپنے دل اور اپنی نیت کی کیفیت ہے۔ تربیت کی تفاصیل آپ نے سن لی ہیں اس اجتماع میں مختلف مواقع پر۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کس قسم کے

کارکنان مجلس انصار اللہ کو چاہئیں اور تربیت کے دوران وہ کیا رویہ اختیار کریں۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توقع ہو کہ ان کی کوششوں کو بہت اچھا پھل لگے گا۔ مرکزی نقطہ یہ ہے کہ آپ کی نیت پاک ہو اور خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور کسی قسم کی تمنا یا نمود و نمائش کا اس میں شائبہ تک نہ ہو۔ جب میں یہ کہتا ہوں تو میری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ بیمار جن کی نیتیں غالب طور پر نمود و ریا کی ہوتی ہیں۔ وہ ہمارے اندر کام کر رہے ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ جماعت احمدیہ کا معیار اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنا بلند ہے اور مشکلات اور مصائب آتی ہیں کہ بد نیت آدمی کی یہ مجال ہی نہیں کہ یہاں داخل ہو جائے۔ ایک منافق اور غیر مخلص میں یہ ہمت کہاں ہے کہ گالیاں کھائے۔ گھر جلوائے اولادیں ذبح کروائے اور پھر وہ جماعت میں داخل ہو۔ اس لئے ہرگز یہ مراد نہیں۔ میں دعوے سے یہ بات کر رہا ہوں جہاں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ آپ کی امت کی بات کی جائے جہاں سے قرآن کریم آغاز کرتا ہے ھدیً للمتقین متقیوں سے بات کر رہا ہوں۔ لیکن متقیوں کے لئے جو مزید ہدایت کے بار یاب رہتے ہیں ان کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ہر انسان جو خالص نیت کے ساتھ کام شروع کرتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار میں آپ نے سنا۔ اس کے لئے امن کا مقام ان معنوں میں نہیں ہے کہ وہ کامل یقین سے کہہ سکے کہ میری نیت خالصۃً پاتال تک صاف ہو چکی ہے۔ بہت سے نفس کے پردے ہیں بہت سی نفس کی سرکشیاں ہیں جو متقیوں کو بھی آزماتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ صرف وہ لوگ ان نفس کے حملوں سے پاک ہوتے ہیں۔ جو خدا کے نزدیک معصوم ہیں۔ ان کے سوا نچلی منازل کے تمام لوگ ہمیشہ ایک امتحان میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس لئے پاکیزہ اور متقی وجودوں سے مخاطب ہو کر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بظاہر نیتیں کتنی ہی پاک اور صاف ہوں نفس کے دھوکے سے غافل مت رہیں کیونکہ بسا اوقات شیطان کچھ نہ کچھ ملونی انسان کی نیت میں ضرور داخل کر دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اگر مستقل دعا سے سہارا نہ مانگا جائے تو بیماری کا کیڑا ایک طرف سے کھانا شروع کر دیتا ہے اور اس کا بعض دفعہ پتہ بھی نہیں لگتا اور آتش خاموش کی طرح کئی دفعہ اندر اندر وہ سب کچھ کھا جاتا ہے۔ اور انسان کو اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ سب کچھ ہاتھ سے جا چکا ہو اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ

رابطوا

اپنی سرحدوں کی حفاظت کرو تب تمہارا قلب محفوظ رہے گا۔ نیتوں کے معاملہ میں بھی اپنی سرحدوں کی حفاظت کیجئے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ باریک سے باریک ریا اور نمود اور انانیت کے کیڑے کو اپنی نیتوں کو چکھنے کی بھی اجازت نہ دیجئے۔ اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور دعا سے کرتے رہنے سے سوا ممکن ہی نہیں۔ آپ میں سے جو صاحب تجربہ ہیں۔ وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ جب تک انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ہدایت کے مطابق کہ جس طرح پان کھانے والا پان کو پلٹتا رہتا ہے اور اس میں سے گندے حصوں کو کاٹ کاٹ کے پھینکتا رہتا ہے۔ جب تک متقی اپنے ایمان اور نیتوں کے بارے میں وہ سلوک نہیں کرتا وہ محفوظ نہیں۔ اہل تجربہ جانتے ہیں کہ یہ بالکل حقیقت ہے۔ ایسی پاکیزہ زبان میں سچائی کا راز بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کو بھلانے کے نتیجہ میں بڑے بڑے اچھے کارکن بعض دفعہ اپنے اعمال کے پھلوں سے محروم رہ جاتے ہیں یا بعض دفعہ زیادہ نقصان اٹھا جاتے ہیں۔ اس کی چابی سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں رکھ دی گئی ہے یعنی اس اصول کی چابی۔ اور وہ اس آیت کے بے شمار معانی میں سے ایک معنی ہے جس کو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحمد للہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو علم عرفان کے خزانے بہائے ہیں۔ ان کی خوشہ چینی کرتے ہوئے ایک نکتہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو اس مضمون سے تعلق والا ہے۔ الحمد للہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ صرف خدا ہی ہے کہ وہ جو کسی کی حمد کرے تو وہ سچی حمد ہوگی۔ لیکن جو معنے عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ حمد تو صرف خدا ہی کی ہے۔ باقی تو حمد کے قابل کوئی نہیں۔ اس عام فہم معنی کی رُو سے گفتگو کریں تو ایک کارکن کے دماغ میں ہمیشہ یہ بات رہنی چاہیئے کہ جو کچھ بھی وہ کرے حمد کے قابل صرف خدا کی ذات ہے۔ اور اگر کوئی اچھا فعل اس سے رونما ہوا ہے تو محض اس بنا پر ہوا ہے کہ صاحب حمد خدا سے اس کا کچھ تعلق قائم ہے۔ اسی کے صدقے اور اسی کے طفیل اسے توفیق ملی ہے کہ قابل حمد کام اس نے کیا

دوسرے معنی جو میں نے پہلے بیان کئے اس میں راز یہ ہے کہ انسان کی تعریف کے کوئی بھی معنے نہیں ہیں۔ انسان اگر کسی ایسے شخص کی تعریف کرتا ہے جس سے بظاہر اچھے نیک نتائج نکل رہے ہیں تو جس کی تعریف ہو رہی ہے اسے ہمیشہ یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اس تعریف کی کوئی قیمت نہیں جب تک خدا

کی تصدیق اور تائید الٰہی تعریف کو حاصل نہ ہو جائے۔ کیونکہ الحمد للہ۔ خدا کے سوا کسی اور کی حمد کی کوئی قیمت نہیں۔ تعریف کرنا اور اس بات کو سمجھنا کہ کون کس حد تک تعریف کے قابل ہے۔ یہ صرف اللہ کا کام ہے اس کی عملی تفسیر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب سے تعلق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ حضور کے دو نام ہیں دونوں میں حمد کے الفاظ شامل ہیں۔ ایک احمد ہے۔ الحمد للہ ان معنوں میں کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس مضمون کو سب سے زیادہ سمجھنے والا حضرت محمد مصطفٰے کا وجود تھا۔ آپ نے کلیۃً بے نفس ہو کر حقیقت میں اس معنے کے آخری مقام تک پہنچ کر ہمیشہ تمام صفات جو خدا ہی کی طرف منسوب فرمائیں، اشارۃً یا کنایۃً حضور نے کبھی بھی خدا کے سوا کسی اور کی حمد نہیں کی۔ نہ حمد کے قابل کسی کو سمجھا۔ اسی پہلو سے آپ احمد قرار پائے۔ حمد کو خوب سمجھ کر سب سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اور چونکہ اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ حمد کے قابل ذات بھی وہی بنتی ہے۔ جو اس مقام کو حاصل کرتی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کی سب سے زیادہ حمد فرمائی اور محمد ان معنوں میں آپ قرار پائے کہ خدا کے نزدیک آپ سب سے زیادہ حمد کے قابل ہیں۔ پس سارے عالم کا وجود بیچ میں سے مٹ جاتا ہے۔ خدا اور اس کے کامل بندے کے درمیان کسی انسان کی زبان اور تعریف کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ یہاں اوّل اوّل معنے اس کے یہ ہیں کہ خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا محمد مصطفٰے تھا۔ رب کی سب سے زیادہ سچی تعریف کرنے والا وہی تھا اور سب سے زیادہ کامل تعریف کرنے والا وہی تھا سب سے زیادہ مخلصانہ تعریف کرنے والا وہی تھا اور ہر جگہ یہ تعریف خدا کی طرف سے اس پر لوٹائی گئی۔ اور سب سے زیادہ اللہ نے اس کی حمد بیان فرمائی۔ پس ہم جو تعریف کرتے ہیں وہ تابع کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ لیکن ہماری حمد ہو نہ ہو اس کے کوئی معنے نہیں۔ وہ اپنی ذات میں محمد ہے اور وہ مستغنی ہے اس بات سے کہ کوئی اس کی حمد بیان کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

پس حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام کسی بھی مقام پر ہو اس راز کو سمجھے بغیر کوئی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا۔ تمام کارکنان مجلس انصار اللہ اپنے نفس کو خوب ٹٹولتے رہیں اور ہمیشہ ٹٹولتے رہیں۔ جہاں نفسانیت کے کیڑے کا ادنیٰ سا بھی دخل پائیں بڑی بے رحمی کے ساتھ کاٹ کر پھینک دیں جس طرح خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ظالمٌ لنفسہٖ۔ ان معنوں میں اپنے نفس کی بقاء کی خاطر آپ کو اس کے لئے ظالم ہونا پڑے گا۔ سب سے کم رحم اپنے

نفس پر کریں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جہاں تک غیر کا تعلق ہے اس کا جس کی آپ نے تربیت کرنی ہے اس کے لئے آپ نے ظالم نہیں بننا۔ اس کے لئے رحیم و کریم بننا ہے۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

کا رنگ پکڑنا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اختیار فرمانا ہے آپ نے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے بارہ میں سب سے زیادہ ظالم تھے ان معنوں میں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ
كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

دیکھو شریعت کاملہ کو اٹھانے والا محمد مصطفیٰ اس کی شان دیکھو سب سے زیادہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا تھا۔

پس ان معنوں میں آپ ظالم بنیں۔ لیکن جہاں تک غیر کا تعلق ہے بالمومنین رؤف رحیم آپ کو ہونا پڑے گا۔ رحماء بینھم ہونا پڑے گا کیونکہ تربیت سختی کو نہیں چاہتی۔ تربیت محبت اور عشق کا تقاضا کرتی ہے۔ تربیت رحمت کا تقاضا کرتی ہے۔ . . .

. . . تربیت تقاضا کرتی ہے کہ ماں سے زیادہ پیار کرنے والا اور محبت کرنے والا آپ بنیں۔ اگر آپ یہ نہ بن سکیں۔ اسی حد تک آپ کی باتیں بیکار ہو جائیں گی۔

اسی ضمن میں میں ایک خاص بات اپنے انصار بزرگوں اور بھائیوں کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی شخص آپ کی بات نہیں مانتا۔ اس وقت آپ اپنے ردّ عمل کا جائزہ لیا کریں۔ کیا وہ بات غصہ پیدا کر رہی ہے یا رحم پیدا کر رہی ہے۔ جب بھی ایک نصیحت کرنے والے کی نصیحت پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اور نصیحت کرنے والا غصہ اور نفرت محسوس کرتا ہے۔ تو وہ سمجھ لے کہ اس کی سڑک بدل چکی ہے۔ وہ ناصحین کی سڑک چھوڑ بیٹھا ہے۔ غضب آپ کا کام نہیں ہے نصیحت نہ ماننے والے پر۔ آپ کا کام ہے دکھ محسوس کرنا جو رحمت کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اشد ترین دشمنوں کے لئے بھی یہ معلوم کرنے کے بعد اور اللہ سے یہ خبر پانے کے بعد کہ وہ دشمن ہلاک ہونے والے ہیں کیا محسوس فرمایا؟ غصہ اور نفرت؟ اور یہ کہ جائیں جہنم میں مجھے کوئی پرواہ نہیں میں نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا؟ ہرگز نہیں۔ جو محسوس فرمایا اس کی کیفیت کا میں اور آپ ادنیٰ اور ذلیل انسان تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں اللہ جانتا ہے کہ اس نے یہ گواہی دی۔ قرآن کریم میں

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى
آثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفًا

اے محمد مصطفےٰؐ! اے میرے محبوب!! کیا تو ان لوگوں کی خاطر جن کو میں نے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جن کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ تیرے انکار کی بنا پر یہ ہلاک ہو رہے ہیں اتنا دکھ محسوس کر رہا ہے کہ گویا غم کی وجہ سے اپنے آپکو ہلاک کر لیگا۔ یہ وہ مقام ہے

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى

کا۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔

کا مقام ہے یہ مذکّر کے لئے رحیم ہونا ضروری ہے اور آپ یہ خوب سمجھ لیجئے کہ رحمت کا ردّعمل یقیناً محبت اور عشق کے نتیجہ میں ظاہر ہوتا ہے بچہ غلطی کرتا ہے تو ماں یہ نہیں کہا کرتی کہ جائے جہنم میں۔ اس کا دل تو کٹ جایا کرتا ہے۔ شریکے والا یا دشمن غلطی کرے تو وہ کہتی ہے اچھا ہوا مار کھائیگا اس لئے آپ شریکے کے طور پر نہیں پیدا کئے گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا دعوےٰ لے کر اٹھے ہیں۔ اور اس حیثیت سے آپ نے نصیحت کرنی ہے اور جماعت کی تربیت کرنی ہے۔

پس اگر کوئی شخص آپ کی بات نہیں مانتا تو نہ سوچا کریں کہ اس نے حکم عدولی کی ہے۔ اس لئے اب میں اسے سزا دلوائے چھوڑوں گا ورنہ میرا دل ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ آپ کا دل تب ٹھنڈا ہونا چاہیئے کہ جب آپ کے دل سے غیظ و غضب کے تمام تصورات نکل جائیں اور دل اس مستقل امن کی حالت میں آجائے جس پر لا یحزنون کا حکم عائد ہوتا ہے۔ لا خوف کا حکم عائد ہوتا ہے۔ یہ ایک خاص مقام ہے ان مومنین کا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے قلبی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں

پس جب آپ نصیحت کریں تو بار بار نصیحت کریں۔ گریہ وزاری کے ساتھ نصیحت کریں نہ تھکیں نہ ماندہ ہوں۔ کوئی بُرا کہے تب بھی نصیحت کریں۔ نصیحت کرتے چلے جائیں۔ چندہ نہیں دیتا تب بھی نصیحت کریں۔ بُری باتیں آگے سے کرتا ہے۔ تب بھی رحم محسوس کریں۔ اور نصیحت کریں۔ اگر آپ یہ کریں گے تو یہ اسوۂ حسنہ محمد مصطفےٰؐ کا ہے۔ یہ شکست کے نام سے آشنا نہیں ہے۔ یقیناً اور یقیناً آپ غالب آئیں گے۔ یہ وہ نصیحت ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔

ان نفعت الذکرٰی

ہر جاہل آدمی کی نصیحت کے متعلق ہرگز یہ مقام بیان نہیں کیا گیا کہ کسی کی نصیحت بھی ضائع نہیں جاتی۔ جاہلوں اور بے وقوفوں کی نصیحتیں تو بعض دفعہ نہ صرف ضائع جاتی ہیں بلکہ الٹے نتیجے پیدا کر دیا کرتی ہیں۔ بغاوتیں پیدا کر دیا کرتی ہیں جو مخاطب ہے اس کے لحاظ سے۔ یہاں ترجمہ ہوگا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اوّلین مخاطب ہیں۔ آپ کو خدا فرما رہا ہے۔

فذکر ان نفعت الذکرٰی

اے محمدؐ! میں نے تجھے نصیحت کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ تیری تمام صفات حسنہ پر غور کرنے کے بعد میں نے تجھے اختیار کیا ہے۔ تو اس مقام پر فائز ہے کہ تیری نصیحت اکارت نہیں جا سکتی لازماً فائدہ دے گا۔

پس حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہی تھی جس نے وہ روحانی انقلاب برپا کیا نہ کہ تلوار کی نوک نے جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں۔ دلوں کے زنگ آپ کی نصیحت سے صاف ہوئے۔ مگر اسلوب نصیحت یہ تھا جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

پس ان دو باتوں کو اپنا شعار بنایئے اور اس کے بعد اولین مقصد جو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھئے وہ یہ ہے کہ عمل کے میدان میں نماز کو سب سے اولیت دیجئے۔ واپس جا کر اپنے ماحول کا جائزہ لیں۔ اپنے گھروں کا جائزہ لیں۔ اپنی بچیوں کا اپنے بچوں۔ اپنے چھوٹوں کا۔ اپنے بڑوں کا۔ اور نماز قائم کرنے کے لئے دن رات وقف کر دیجئے۔ عبادت کے قیام ہی سے جماعت احمدیہ کا قیام ہے۔ اور عبادت کے لڑکھڑانے سے جماعت احمدیہ لڑکھڑا رہی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ کبھی ایسا وقت نہیں آئے گا۔ ایک ہزار سال کی ضمانت ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے لیکن یہ ضمانت ہر شاخ کے متعلق نہیں دی جا سکتی یہ عمومی من حیث الجماعت ضمانت ہے کہ انشاء اللہ جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ غالب اکثریت کے لحاظ سے بہت مدت تک نیکیوں پر قائم رہے گی۔ لیکن ہر شاخ کی ضمانت نہیں ہے۔ اس لئے ہر شاخ ایک قسم کے خوف کے مقام پر بھی کھڑی کی ہے۔ پس اگر کسی ایک مجلس میں کسی ایک جماعت میں نماز کا حق ادا نہ کرنے والے موجود ہیں تو آپ یقین سمجھیں کہ وہاں گھن لگ چکا ہے۔ یہاں بھی سرحدوں کی حفاظت کیجئے یعنی عمل کی دنیا میں۔ جب نیتیں پاک اور صاف اور محفوظ کر لیں تو پھر عمل کی دنیا میں بھی اسی پاک جذبہ کے ساتھ محنت اور جدوجہد فرمایئے۔ انصار کے متعلق تو تصور میں بھی نہیں آنا چاہیئے کہ انصار کا کوئی ایک رکن بھی ہو جو نماز کو قائم نہ کر رہا ہو۔ کجا یہ کہ گھروں میں بھی نہ پڑھا ہو۔ اور انصار کے متعلق یہ تصور بھی نہیں ہونا چاہیئے۔

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

کہہ رہے ہوں اور گھروں میں بیویاں اور بچے غفلت اور جہالت کی زندگی بسر کر رہے ہوں اور ان کے دل پر کچھ بھی نہ گزر رہا ہو۔ یہ تو نا ممکن ہے۔ ہم گھر سے محسوس کرنا شروع کریں گے تب آپ اس قابل ہوں گے کہ باہر کے غم کی فکر کریں پہلا تجربہ اپنے گھر پر کر کے اس کسوٹی پہ اپنی نیت کو خوب آزمایئے اور پرکھیئے۔ اپنے بچوں اپنے اعزاء و اقرباء کی لادینی حالتوں پر اگر آپ شدید

دکھ محسوس نہیں کرتے تو کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ جو باہر کے لوگ ہیں نسبتاً بھائی تو ہیں۔ لیکن مومنانہ اخوت کے بھائی ہیں خونی رشتہ نہیں ہے اس لئے ایک منزل ذرا پیچھے ہیں ان سے جو گھر والے دونوں رشتوں میں منسلک ہیں۔ اگر آپ گھر والوں کے لئے دکھ محسوس نہیں کر رہے تو آپ مربی کہلائیں یا جو مرضی آپ کا نام رکھ دیا جائے انصار اللہ نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ تربیت کی بنیادی صفت سے ہی عاری ہوں گے۔ تو پہلے گھروں میں یہ کام شروع کیجئے۔ اور اگر آپ گھروں میں یہ کام شروع کر دیں گے۔ تو باقی انصار کا سارا کام آسانی سے حل ہو جائے گا۔ پھر ڈھونڈنے والے ڈھونڈیں گے کہ کونسا گھر باقی رہا ہے۔ جس میں نماز پڑھنے والے نہیں ہیں۔ چونکہ ہر رکن انصار اللہ کا اپنے گھر کی صفائی کر چکا ہوگا اس لئے اس صفائی کے بعد باہر والوں کو تو تلاش کرنا پڑے گا۔ مگر کوئی ایسا گھر ان کو ملے گا نہیں جو اللہ کی عبادت سے معمور نہ ہو۔ اگلے سبق آپ کو پھر یہ دیئے جائیں گے کہ نماز سنواری کس طرح جاتی ہے۔ اس میں رس کس طرح بھرے جاتے ہیں۔ اس کو کس طرح خوشنما بنایا جاتا ہے کس طرح با اثر کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کے متعلق جو کچھ فرما دیا اور جو کچھ کر کے دکھایا وہ اتنا وسیع مضمون ہے۔

کہ بے حد و کنار ہے۔ قیامت تک ہم اس پر عمل کرتے چلے جائیں۔ ہم اس مقام کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس لئے کہ خدا نے اول قرار دیا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ اس میں مایوسی کی بات نہیں خوشخبری کی یہ بات ہے کہ جتنی بھی ہماری توفیق ہے ہم چلتے چلے جائیں۔ ہمارے لئے آخری منزل کوئی بھی نہیں آئے گی۔ اس کے بعد ایک اور ترقی کی منزل بھی پڑی ہوگی پس اس خوشخبری کو پیش نظر رکھ کر بعد کے مقامات بھی ہمیشہ انشاء اللہ جماعت طے کرتی رہے گی۔

اور اب بھی کر رہی ہے۔ ایک طبقہ ایسا جماعت میں عظیم الشان موجود ہے۔ جو دنیا کی زندگی کا مرکز ہے۔ جس کی بناء پر زندگی چل رہی ہے خلیفہ وقت کے ارد گرد ایسے عبادت گزار موجود ہیں۔ جن کی دعاؤں کے سہارے یہ آسمان اور دنیا سے روحانیت قائم ہے۔ انہی کے طفیل باقی دنیا بچی ہوئی ہے۔ لیکن چند پر ہم راضی نہیں ہو سکتے ہمیں گھر گھر ایسے پیدا کرنے پڑیں گے جو عبادت کے حقوق تمام سجاوٹ کے ساتھ حسن کے ساتھ ادا کرنے والے ہوں۔

جب یہ گھر سجا لیں آپ۔ تو پھر بات کریں۔ اب میں آپ کو تبلیغ سے متعلق کچھ باتیں بتانی چاہتا ہوں۔ گھروں کی سجاوٹ مہمانوں کا تصور پیش کرتی ہے۔ اور آپ کے مہمان آنے والے ہیں وہ دن دور نہیں بلکہ قریب ہیں۔ شیخوپورہ کے

آج صبح حالات سنے۔ جو خوش قسمت تہجد میں شامل تھے یا نماز میں شامل تھے۔ جنہوں نے صبح کی مجلس کے لطف اٹھائے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ خدا کی رحمت اب خود دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔ متیٰ نصر اللہ کے جواب میں الا ان نصر اللہ قریب کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ ہماری کوشش سے تو کچھ نہ ہوگا جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا محض خدا کے فضل سے ہی ہوگا۔ لیکن اللہ کی تقدیر اسی طرح پہ ہے کہ ہمیں ہاتھ ضرور ہلانے ہونگے۔ دیکھو جن جگہوں پر ہاتھ ہلانے والے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل خاص شان کے ساتھ نازل ہو رہا ہے۔ اور ان جگہوں کا خاص طور پر اسے فضلوں کا وارث بنانے کی وجہ تھی۔ اللہ تعالےٰ نے بعض نئے احمدیوں کو رویا میں بتادیا۔ ایک غیر احمدی بچی نے یہ دیکھا کہ ایک حواری ہے۔ اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ حواری کہتے کسے ہیں۔ نام بھی نہیں پتہ تھا۔ اس نے کہا کہ ایک شخص منادی کرتا پھر رہا ہے کہ جو مہدی مسیح ہے وہ آگیا اور اب سارے ربوہ چلو۔ ربوہ میں ہی امن ہے ربوہ چلو۔ ربوہ چلو کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے اور کہتا ہے کہ ربوہ میں ہی امن ہے۔ اور کوئی شخص اس کو بتاتا ہے کہ یہ جو شخص اعلان کرتا پھر رہا ہے یہ حواری ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے شیخوپورہ کو اپنے فضل سے وہ حواری عطا فرما دیئے۔ پہلے جنہوں نے اعلان

شروع کی۔ چونکہ نیتیں خالص تھیں اور طبیعتوں میں انکسار تھا اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کی نیکیوں کو نوازا۔ اور خدا کے فضل سے وہاں ایک لہر دوڑ پڑی ہے۔ اور تبلیغ اور دلیل اپنی جگہ جاری ہیں۔ لیکن پھل جو ہیں وہ صاف نظر آرہا ہے کہ خدا کے فرشتے توڑ توڑ کر جھولیوں میں پھینک رہے ہیں۔ کثرت سے کشوف کے ذریعہ الہامات کے ذریعہ خوابوں کے ذریعہ وہاں لوگ احمدیت کو قبول کر رہے ہیں۔

پس گھر سجانے کا وقت آچکا ہے۔ دلوں کے گھر سجائے بغیر اپنے گھروں کو عبادت کی رونق بخشے بغیر اپنی مسجدوں کو خدا کے ذکر سے بھرے بغیر آپ کس طرح ان آنے والوں کی مہمان نوازی فرمائیں گے؟ آپ کے پاس کیا ہوگا ان کو پیش کرنے کے لئے۔ اس لئے اپنی اصلاح کا وقت پہلے بھی تھا۔ لیکن اب بہت ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ یورپ کو بھی انتباہ کر آئے ہیں۔ اور آپ کو بھی بارہا انتباہ فرما چکے ہیں کہ وہ غلبۂ اسلام کی صدی آنے والی ہے۔ سر پہ کھڑی ہے اس لئے پہلے پہلے اس کی تیاری کر لو۔

اور اس کی تیاری کا دوسرا پہلو دلوں کی سجاوٹ کے بعد مسجدوں کی زینت کے بعد تبلیغ کا پہلو ہے۔ تبلیغ کے ...

اور ضروری توجہ دینی چاہیئے۔ حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات کی تحریر کے سلسلہ میں مجھے حضور کی پرانی عبارتیں پڑھنے کی توفیق ملی اور میں نے تعجب کیا کہ خلافت کے پہلے سال ہی سے حضور جماعت کو یہ نصیحت فرماتے چلے آرہے ہیں کہ ہر احمدی دگنا ہوتا سیکھ جائے۔ وہ زندگی کے آثار اس طرح پیدا کرے کہ ہر شخص نہ صرف یہ کہ دو ہوسکے بلکہ ہر سال دو ہو۔ آپ بارہا فرماتے ہیں۔ آخر وقت تک یہی نصیحت جاری رکھتے ہیں جماعت کو کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ فتح آئے گی ضرور لیکن فتح کا طریق یہ ہے کہ ہر صالح وجود حقیقی رجولیت پیدا کرے۔ روحانی میدان کا رجل بنے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے متعلق رجال کا تعریفی کلمہ استعمال کیا گیا۔ یعنی صرف عام انسان نہیں بلکہ مرد انسان۔ پس اب بھی وہ رجال بن جائیں۔ جن کے متعلق روحانی بڑھنے اور نشو ونما ضمانت موجود ہے۔ جب آپ ایسے مرد میدان بنیں گے۔ کہ روحانی طور پر آپ کی نشو ونما ہونی شروع ہو جائے گی۔ ہر احمدی ہر سال ایک روحانی بچہ پیدا کرے گا تو پھر ایسی جماعت کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ اور وہ فتح جو حساب کی رو سے ہزار ہا سال دور نظر آتی ہے وہ اس تیزی سے قریب آئے گی کہ انسانی تصور اس کا حقیقی اندازہ نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ایسا فارمولا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے زندگی کے رازوں پر نظر ڈال کر یہ فارمولا معلوم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کی نشو ونما اسی طریق پر جاری فرمائی۔ اگر اس کے سوا کوئی اور طریق ہوتا تو زندگی کب کی موت کا شکار ہو چکی ہوتی اس لئے آپ کی اگلی نسلوں کی حفاظت کے لئے آپ کی روحانی حفاظت کے لئے دنیا کو امن کی طرف کھینچ لانے کی خاطر جو تباہی کے گڑھے پر کھڑی ہے۔ اور بہت تیزی کے ساتھ غفلت کی حالت میں ہلاکت کی طرف بڑھ رہی ہے اس حالت میں اسے محفوظ و مامون کرنے کی خاطر آپ کی ذمہ واری ہے کہ صبح و شام دن اور رات خدا کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف بلانے والے بن جائیں جو خدا کی طرف جاتا ہے۔ ہر وہ احمدی جو دیگر فرائض ادا کر رہا ہے۔ اس پر یہ بھی فرض ہے کہ باقی فرائض کی طرح عائد ہوتا ہے کہ وہ تبلیغ کرے۔ اور کم سے کم وسعت آپ کی تکلیف کی۔ اور آپ کی حیثیت کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے کہ ہر احمدی سال میں دگنا ہونا سیکھ جائے۔

پس اس نیت سے آپ نے کام کو منظم کرنا ہے نہ صرف یہ کہ خود کرنا ہے بلکہ اس کو ان خطوط پر اپنے آئندہ سال کے کام کو اور بقیہ تین مہینوں کے کام کو منظم کرنا ہے۔ ایسی جا کر ہر جماعت میں انصار اللہ کے لئے کارکن کا فرض ہے

جس کے سپرد اصلاح وارشاد کا کام کیا گیا ہے۔ کہ سب سے پہلے وہ فہرستیں بنائے۔ جو لوگ تبلیغ نہیں کرتے ان کے نام لکھے۔ ان سے لکھو کہ بتاؤ اب کون کون تبلیغ شروع کرو گے اور خاص طور پر نگرانی رکھے کہ وہ کام شروع کرچکے ہیں کہ نہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دعا کے لئے بار بار تحریک کی جائے۔ کارکن خود ان کے لئے دعا کریں۔ اور ان سے بھی کہیں کہ دعا کے بغیر پھل نہیں لگے گا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھیں۔ ان کو مرکز میں لانے کی کوشش کی۔ کیونکہ مرکز میں بعض دفعہ حضرت اقدس کی محض زیارت ہی وہ کام کر جاتی ہے۔ جو آپ کے سارے سال کی محنت نہیں کرتی وقت تھوڑا ہے میں آج آپ کے سامنے حضرت ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک نہایت کٹڑ علاقے کے لاہور کے ایک مولوی صاحب ایک دفعہ تشریف لائے جن کے چہرے پر خشونت اور نفرت کے آثار نمایاں تھے۔ مجھے خوف پیدا ہوا کہ احباب جماعت بغیر ان کو سمجھائے بجھائے اس حالت میں یہاں ربوہ لے آئے ہیں اور حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن یہی مولوی صاحب اس کے بعد جب مجھے ملے یعنی ملاقات کے بعد تو چہرے کی کیفیت ہر پہلو سے بدل چکی تھی۔ آنکھوں میں، وہ ڈاڑھی جو بھیانک لگتی تھی نہایت ہی پیاری اور دیدہ زیب نظر آرہی تھی۔ ایک ایک بال محبت کا پیغام تھا مجھے بہت تعجب ہوا۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا مولوی صاحب آپ کو کیا ہوا ہے۔ کہنے لگے میں نے بیعت کرلی ہے۔ اور میرا تعجب سمجھ گئے۔ میں نے تو آپ سے تو پوچھا ہی کچھ نہیں۔ آپ نے تو مجھ سے وقت لیا تھا کہ میں مسائل سمجھنے کے لئے آؤں گا آپ تو اس لئے آئے ہیں۔ کہنے لگے میرے سارے مسئلے حل ہوگئے۔ کس طرح حل ہوئے کہنے لگے میں عصر کی نماز میں وہاں بیٹھا جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح داخل ہوا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم کوئی اور دلیل کام نہیں کرسکی۔ وہ چہرہ میں نے دیکھا اور میرا دل ایمان سے بھر گیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی شک نہ رہا۔ میں نے کہا یہ چہرہ سچے کا چہرہ ہے۔ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

پس یہاں سچائی کی زندہ علامتیں موجود ہیں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ صحابہ موجود ہیں وہ خدام واقفِ زندگی موجود ہیں۔ جنہوں نے ایک میدان عمل میں اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں نہ کسی اپنی خوبی کی بناء پر بلکہ محض اللہ کے فضل سے ان کی نیتوں کو نوازتے ہوئے خدا نے ان کے اندر خاص جذب کی کیفیتیں رکھی ہیں ربوہ کا پاکیزہ ماحول موجود ہے پس سو سنار کی اور ایک لوہار کی کا مضمون اگر کہیں صادق آتا ہے۔ تو یہاں صادق آتا ہے آپ

سب کوششیں وہاں ضرور کریں لیکن دعا پر ضرور دیتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے ان کو ربوہ ضرور لانے کی کوشش کریں۔

تمام مجالس انصار اللہ کے لئے اس بقیہ وقت کے لئے اور آئندہ سال کے لئے بھی اصلاح وارشاد کے لئے فی الحال میں دو ٹارگٹ معین کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ کوئی ایک بھی مجلس باقی نہ رہے جو کم سے کم ایک مرتبہ متلاشیانِ حق کو ربوہ لے کر نہ آئے۔ اگر الگ نہیں آسکتے تو فی الحال تو جلسہ سالانہ پر لے آئے۔ اجتماعات کے موقعہ پر لے آئیے۔ کوئی دوست آرہے ہوں وہ لے آئیں اور اگر کسی کے پاس توفیق نہ ہو اور وہ اس کے باوجود اس پر خرچ کرے گا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس کی توفیق بڑھائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ لیکن اگر کسی کے پاس اتنی بھی توفیق نہیں تو اس غرض سے لانے والوں کے خرچ کی میں ضمانت دیتا ہوں۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ اس کو انشاء اللہ برداشت کرے گی اور خدا تعالےٰ ضرور توفیق عطا فرمائے گا۔ لیکن کم سے کم ایک مرتبہ آپ نے ضرور لے کر آنا ہے ربوہ اگر ملاقات کا الگ وقت میسر نہ بھی آسکے حضور کی مصروفیت کی وجہ سے تو مسجد مبارک میں ہی زیارت کروا دیجئے۔ اور باقی مرکز کے فوائد حاصل کیجئے۔

میرا دوسرا ٹارگٹ یہ ہے کہ آغاز میں جبکہ ابھی پوری عادت نہ پڑی ہو بعض دفعہ وقتی طور پر نرمی کی جاتی ہے۔ قرآن کریم سے یہ اصل ثابت ہے اس لئے ہر شخص اگر سال ایک احمدی نہیں بنا سکتا جو انشاء اللہ بنائے گا کم سے کم۔ آج نہیں تو کل پرسوں۔ یہ ہمارا مقصد اعلیٰ ہے اس کو ہم نے پورا کر کے چھوڑنا ہے انشاء اللہ۔ ہم نے اپنے حوصلے پست نہیں کرنے لیکن فی الحال یہ کیجئے کہ کم سے کم ہر مجلس دگنی ہو جائے۔ آج اگر ۸۳۷ مجالس ہیں تو اگلے سال ۱۶۷۴ ہو جائیں ایک مجلس اپنے ساتھ ایک اور مجلس کا قیام کرے اس طرح کہ اردگرد کے دیہات کا جائزہ لیں۔ فیصلہ کریں کہ ان ان دیہات میں ہم نے جماعت قائم کرنی ہے۔ اگر مجلس انصار اللہ قائم نہیں ہوتی تو مجلس خدام الاحمدیہ قائم کر دیجئے۔ لیکن کوئی مجلس ضرور بڑھائیں اور یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم اپنے گاؤں کے ماحول میں ایک احمدی بنائیں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ کوئی خیالی فرضی بات نہیں ہے۔ امر واقع ہے کہ خدا کے فضل سے معمولی معمولی علم کے آدمیوں کو بھی جو خلوص کے زیور سے آراستہ ہیں اور دعا گو ہیں۔ خدا تعالےٰ نے یہ توفیق عطا فرما چکا ہے کہ ایک سال میں وہ پانچ پانچ چھ چھ گاؤں میں احمدیت کے پودے لگا چکے ہیں

ابھی حال ہی میں اسی سال کے اندر ایک دوست ہیں ایک ضلع میں وہ معمار کا کام کرتے ہیں۔ معمولی علم ہے مگر خلوص ہے عشق ہے احمدیت سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے حوصلہ بلند ہے یہ وہ بنیادی صفات ہیں جو ایک مومن میں ہونی چاہئیں۔ اور زبان میٹھی ہے۔ ماریں کھانے کی جرأت رکھتے ہیں اور حوصلہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایسے علاقے میں کام شروع کیا جہاں مارنے والے بڑے بڑے مشہور ہیں اور مار چکے ہیں وہاں لوگوں کو۔ دو احمدی شہید بھی ہو چکے ہیں اس علاقے میں بالکل پرواہ نہیں کی اللہ کا نام لیکر ساتھ اینٹیں چنتے جاتے تھے اور ساتھ تبلیغ کرتے جاتے تھے۔ خدا نے اپنے فضل سے نوازا اور متعدد دیہات میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اب احمدیت کے پودے وہاں قائم ہو چکے ہیں۔

اگر ایک خدا کا بندہ صاحب عزم اور صاحب انکسار، صاحب حوصلہ لیکن عاجز انسان اگر یہ کام کر سکتا ہے تو مجالس ملکر یہ عہد کریں کہ ہم ضرور ایک مجلس قائم کریں گے تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ نہ ہو سکیں۔

آخری بات اس سلسلہ میں مَیں یہ عرض کرتا ہوں کہ حوصلے پست نہ ہونے دیں۔ مومن بڑے حوصلے والا ہوا کرتا ہے۔ بعض لوگ ایسی باتیں سن کے کہتے ہیں کہ لوجی یہ تو عجیب بات ہے حسابی اربعہ ہے اربعوں سے کس طرح فتح ہوگی۔ اگر اربعے آپ لگائیں دنیا کے حساب سے اور عقل پر ان کی آزمائش کریں تو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی کیا دلیل بنتی ہے آپ کے پاس۔ اکیلا انسان ساری دنیا مخالف۔ حوصلہ یہ ہے کہ ساری دنیا کا میں نبی ہوں۔ اربعے میں کمپیوٹر میں ان باتوں کو ڈالیں تو یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن پہلے دن سے لے کر آخر تک کامل یقین ہے اس بات پر اور یہ یقین کامل ہی ہے جو دعاؤں میں بھی مزید تقویت پیدا کیا کرتا ہے۔ اور عمل کو بھی طاقت بخشا کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مثال پکڑنی چاہیئے ایک مبلغ کو اور حوصلہ بلند رکھنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

کل آپ کے سامنے رسول اکرمؐ کی مثال پیش کی گئی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما رہے تھے کمزوری کا دنیا کی نظر کے لحاظ سے یہ عالم تھا کہ اپنے شہر نے شہر بدر کر دیا ہے۔ قتل کا آخری اور حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ وہاں زندگی کے سانس لینا دوبھر ہو چکا ہے۔ اور چھپ کر نکل رہے ہیں وہاں سے۔ اس حالت میں ایک قاتل وہاں پہنچتا ہے۔ جس کے بد ارادے ہیں۔ ہاتھ میں نیزہ اور تلوار ہے۔ لیکن خدا کی تقدیر اس حملہ آور کو مغلوب کر کے جب آپؐ کے سامنے پیش کرتی ہے تو کیا آپ جانتے ہیں اس حالت میں

حضور کے حوصلے اور اپنی فتح پر یقین کا کیا عالم تھا؟ آپ نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھ میں پہنائے جا رہے ہوں گے۔ مظلومی اور کمزوری اور ناطاقتی کی اس سے زیادہ مثال کیا ہو سکتی ہے جو رسول اللہ کی اس وقت تھی۔ پھر اس پر عزم اور حوصلے کی بلندی کا عالم بھی دیکھئے۔ اس وقت جو روس کو طاقت حاصل ہے ہندوستان کے مقابل پر اور پاکستان کے مقابل پر اور امریکہ کو جو طاقت حاصل ہے پاکستان اور ہندوستان کے مقابل پر بلکہ اس سارے خطے کے مقابل پر۔ عرب کی حالت قیصر کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ کمزور تھی۔ عرب کا تو شمار ہی نہیں تھا متمدن ممالک میں۔ ترقی پذیر بھی نہیں کہلا رہا تھا۔ آپ تو پھر ترقی پذیر کہلا رہے ہیں۔ آج اگر کوئی یہاں کھڑے ہو کر کہے کہ روس کی کنجیاں مجھے پکڑائی جا رہی ہیں۔ اور امریکہ محمد مصطفےٰؐ کے غلاموں میں داخل ہو رہا ہے۔ تو یہ بھی اتنی بڑی بات نہیں جتنی اس وقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ جب آپ خندق کھود رہے تھے۔ اور ایک پتھر سے آپ کا پھاوڑا لگا۔ جب اس سے چنگارا نکلا۔ تو آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے مجھے اس شعلے میں کسریٰ کی حکومت اور اس کے محلوں کی چابی دکھائی ہے۔ پھر دوبارہ پھاوڑہ چلایا۔ پھر اس میں سے شعلہ بلند ہوا۔ پھر آنحضورؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند فرمایا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ قیصر کی چابی بھی اللہ تعالےٰ نے مجھے دکھا دی۔ مشرق و مغرب کی فتح کی باتیں وہ وجود کر رہا ہے جو اپنی حفاظت کے لئے خندق کھود رہا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ بھوک سے باقیوں کے پیٹ میں ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپؐ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کو جیسے کہا جاتا ہے کہ ایک گاؤں اپنے ساتھ فتح کر لیں تو کتنی چھوٹی بات ہے۔ آپ کو تو یہ کہنا چاہیئے کہ تم یہ کیا بات کر رہے ہو ابھی کہتے تھے کہ محمد مصطفےٰؐ کے غلام۔ بستے بڑے بڑے خطاب دے رہے تھے۔ اور اب کام کیا دیا ہے۔ کہ جی ایک گاؤں فتح کر لو۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اس لئے میں مجبور ہوں یہ کہنے پر۔ کہ خدا کی تعلیم مجھے مجبور کر رہی ہے کہ آغاز حیثیت کے مطابق اور توفیق کے مطابق کراؤں لیکن انجام یہی ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے دکھایا تھا کہ روس کا عصا آپ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا۔ اس وقت احمدیت کی کمزوری روس کے مقابل پر اس سے بہت زیادہ عیاں تھی اور عصا کے معنے کیا ہیں۔ ظاہری حکومت کا غلبہ نہیں۔ کیا معنے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں خدا نے مجھے دکھایا ہے کہ میں روس میں ریت کے

(باقی ص۴۵ پر)

جناب ثاقب زیروی

عزمِ صمیم

(یہ نظم جناب ثاقب زیروی نے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع میں پڑھی تھی)

اسلام کا ڈنکا دنیا میں اس طرح بجایا جائے گا
سوتوں کو جگایا جائے گا روتوں کو ہنسایا جائے گا

یہ شوخ فضا جانانہ ادا سب خواب ہیں جھوٹی جنت کے
ان خوابوں کی جھوٹی جنت کا ہر نقش مٹایا جائے گا

خوشبوئے محبت کی لہریں دوڑیں گی دلوں کے شیشوں میں
تقدیس کے بادہ خوانوں میں وہ دور چلایا جائے گا

توحید کمندیں ڈالے گی الحاد کی اکڑی گردن پر
تثلیث کے ہر اک ایواں میں طوفان اٹھایا جائے گا

یہ مکر و ریا یہ جور و جفا روکیں گے کہاں تک راہِ وفا
جو پاؤں اٹھایا ہے ہم نے آگے ہی بڑھایا جائے گا

کس طرح جھنجوڑا ہے اس نے فرعون صفت انسانوں کو
دیکھا ہے جو دیکھتی آنکھوں سے اب سب کو دکھایا جائے گا

نخوت کے سپوتوں سے کہہ دو ہم صبر و رضا کے بندے ہیں
اس در پہ جو سر کو جھکاتے ہیں ان کو نہ جھکایا جائے گا

کس طرح نہ ثاقب رگ رگ میں پھر روحِ بلالی دوڑے گی
خوشبو کی طرح جب نام ان کا سانسوں میں بسایا جائیگا

جناب عبد المنان صاحب ناہید

آخرین منھم

نئے ولولے اور نئی آرزو　　رگوں میں رواں زندگی کا لہو
خدا سے بھی ہوتی رہی گفتگو　　ورائے حجاب اور کبھی دو بدو
زباں پر وہی نعرۂ اللہ ہو　　کبھی قریہ قریہ کبھی کو بکو
سمٹ کر چلے آئے قدموں تلے　　کبھی ریگِ صحرا کبھی آبجو
عزائم میں ایمان کی پختگی　　نگاہوں میں تفسیر لا تقنطوا
ہر اک قول قرآں میں ڈھالا ہوا　　عمل قول و اقرار کی آبرو
ثبات ان کا مانندِ کوہِ گراں　　حوادث سے ابھرے سدا سرخرو
جبینوں پہ سجدوں کی تابندگی　　نظر بے نیازِ غمِ ہا و ہو
بنظرِ تعمق وہ اک میکدہ　　بظاہر نہ خم ہے نہ جام و سبو
خدا اور خدا کے نبی کے مطیع　　ملائک کا رنگ اور ملائک کی خو
وہی عشقِ صادق کی سرمستیاں　　بظاہر بباطن وہی ہو بہو

بفضلِ خدائے عزیز و حکیم
وہ منھم ہوئے اور بہم یلحقوا

جناب عبدالرحیم صاحب راٹھور

نظم

(یہ نظم جناب صدر مجلس انصار اللہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے ارشاد پر لکھی گئی)

جوانوں کے ہو تم جواں اللہ اللہ ۔۔۔ صداقت کے روشن نشاں اللہ اللہ!

جہانوں کی رونق تمہی سے ہے قائم ۔۔۔ زمانے کی رُوحِ رواں اللہ اللہ!

بشارات صبح و مسا مل رہی ہیں ۔۔۔ ملائک کے ہو رازداں اللہ اللہ!

حرم کے تمہی پاسباں ہو جہاں میں ۔۔۔ خدائے حرم مہرباں اللہ اللہ!

ملائک سے بھی اے غلامانِ احمدؐ! ۔۔۔ ہے بالا تمھارا مکاں اللہ اللہ!

کواکب کی صورت فروزاں ہو دائم ۔۔۔ رہِ حق تمہی سے عیاں اللہ اللہ!

دلوں میں سدا عشقِ قرآں بسا ہے ۔۔۔ معارف ہیں وِردِ زباں اللہ اللہ!

بھلائی کا رستہ دکھاتے چلو تم ۔۔۔ ہمیشہ ہو شیریں زباں اللہ اللہ!

صداقت شعارو! محمدؐ کے پیارو! ۔۔۔ سُریلی تمہاری اذاں اللہ اللہ!

ہلاتی ہے عرشِ مُعلّٰی کے پردے ۔۔۔ بلا شک تمہاری فغاں اللہ اللہ!

خلافت سے وابستگی ہو مبارک!

خوشا راہِ امن و اماں اللہ اللہ!

جناب محمد صدیق امرتسری ایم اے۔ ربوہ

سورۂ عصر کا پیغام

اُلٹ کے دیکھتا رہ اپنی زیست کے صفحات

سُن اے عزیز مرے مجھ سے اک پتے کی بات
نہیں حیات سے بڑھ کر کوئی متاعِ حیات

بتا رہی ہیں تجھے تیری نبض کی ضربات
پلٹ کے آ نہ سکیں گے یہ عُمر کے لمحات

گزار لمحہ بھی اپنا نہ تُو کبھی بے کار
کہ جانے کب تجھے آ گھیریں موت کے سکرات

ہے تیرے نام یہ پیغامِ سُورۂ وَالعَصر
اُلٹ کے دیکھتا رہ اپنی زیست کے صفحات

کبھی غموں کے تھپیڑے کبھی خوشی پہ خوشی
وہ کون ہے کہ رہے جس کے ایک سے حالات

کہیں پہ نغمۂ شادی کہیں پہ نوحۂ مرگ
اِسی تضاد میں مضمر ہے زندگی کا ثبات

سِوا خدا کے ہر اک شے پہ ہے فنا لازم
نہیں کسی کے لئے بھی یہاں دوامِ حیات

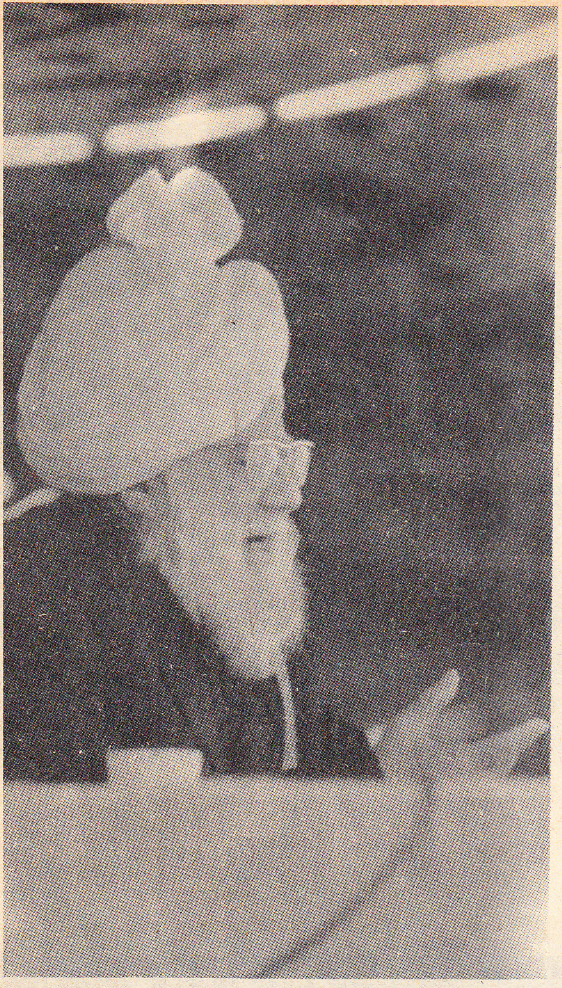
تُو اپنا رزق کما اپنے زورِ بازو سے
کسی کے آگے نہ پھیلے کبھی بھی تیرا ہات

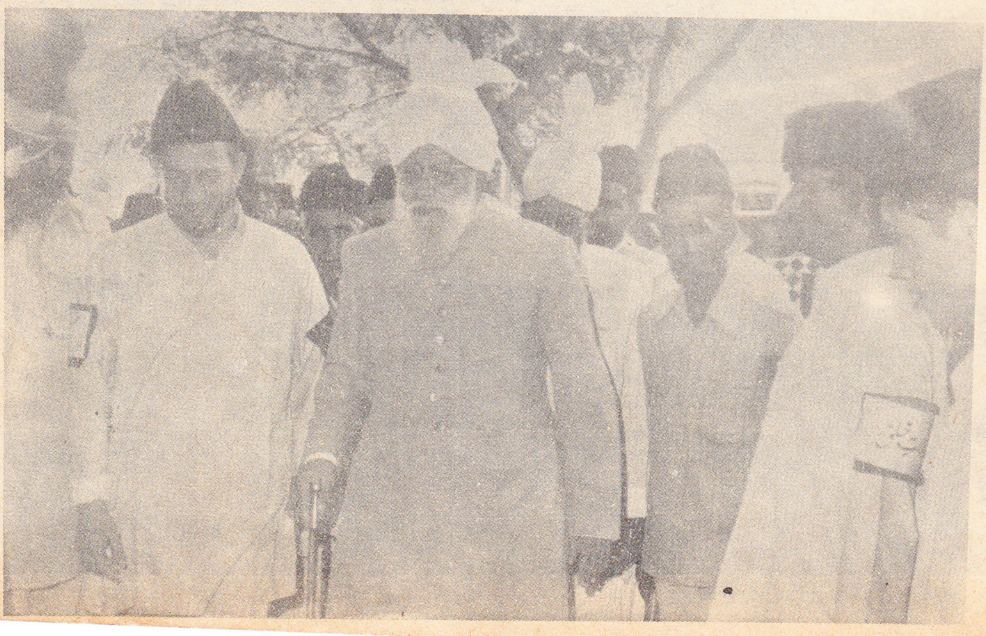
ہے نچلے ہاتھ سے اُوپر کا ہاتھ ہی بہتر
خدا کرے رہے اُوپر ترا یدِ خیرات

ہے تیرے درد کا درماں فقط دُعا صدیقؔ
خدا کے آگے ہی کر پیش اپنے سب حالات

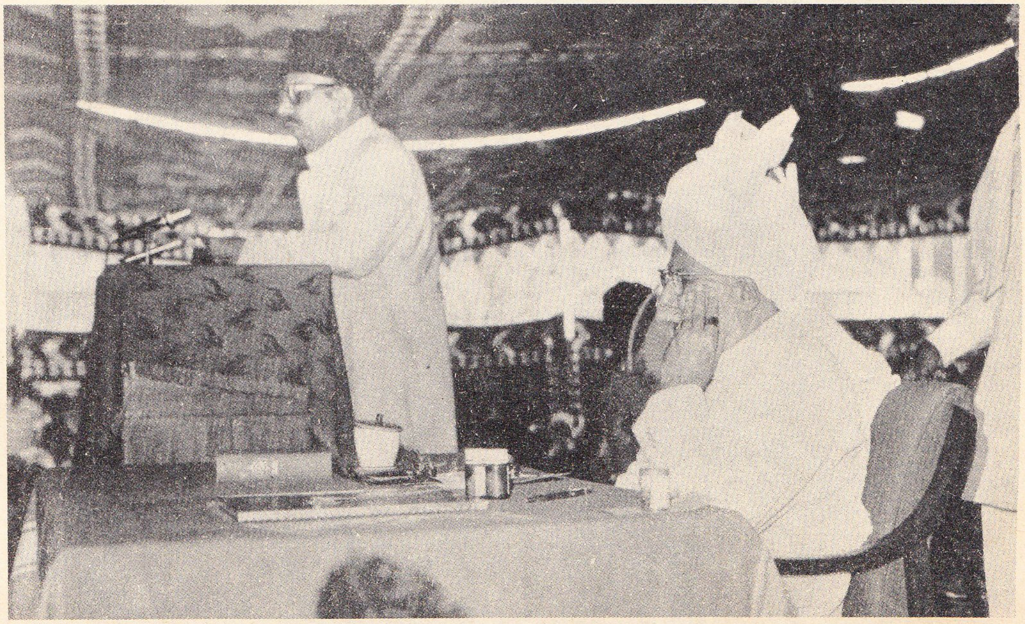
مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع

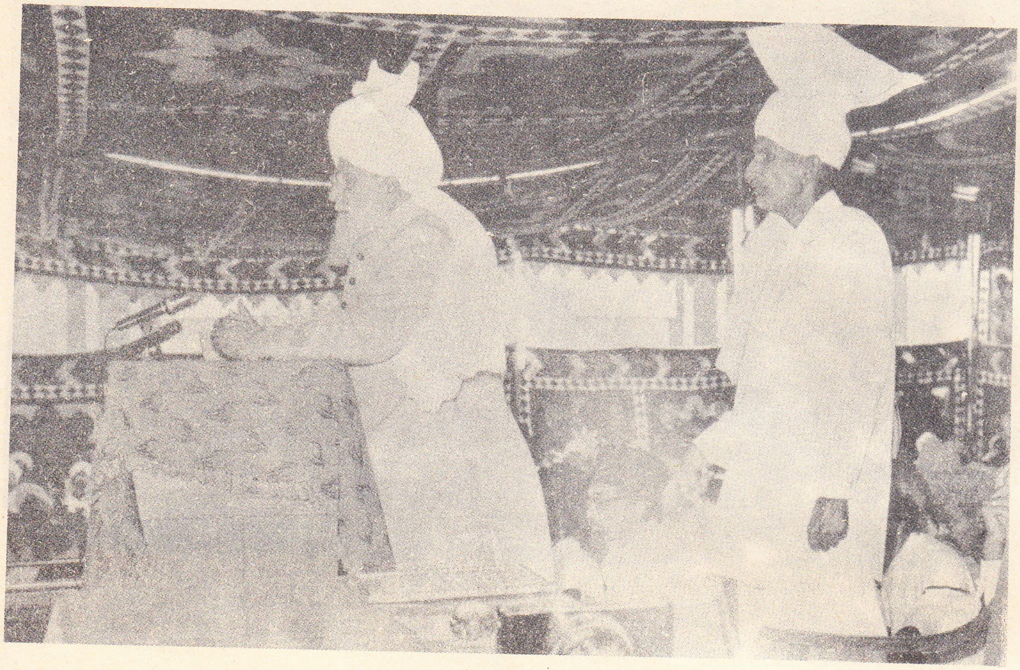
سنہ ۱۹۷۹ء کے چند تصویری مناظر،

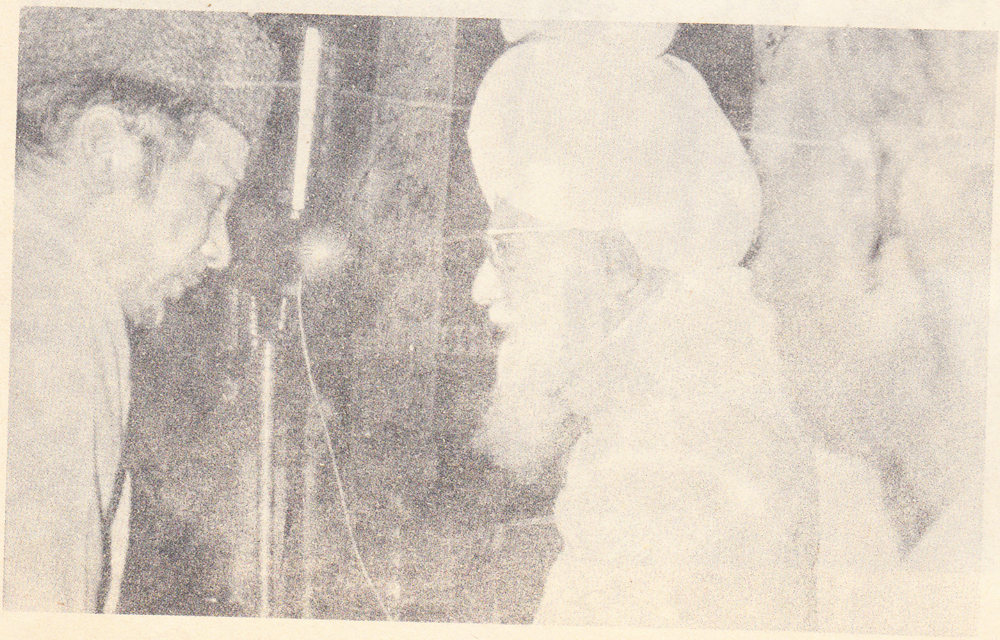


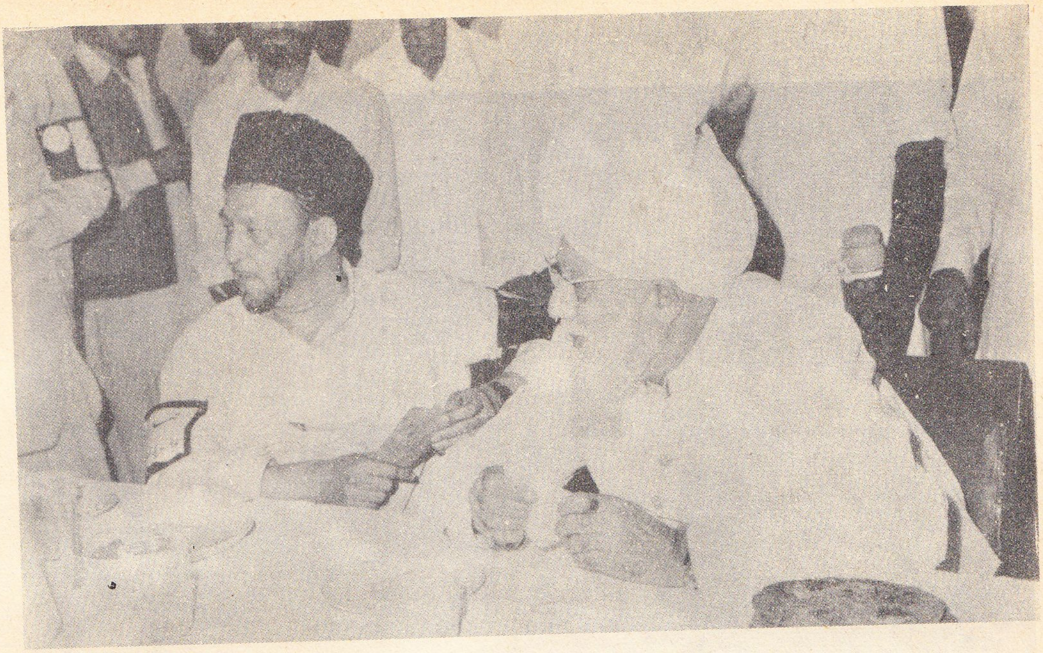


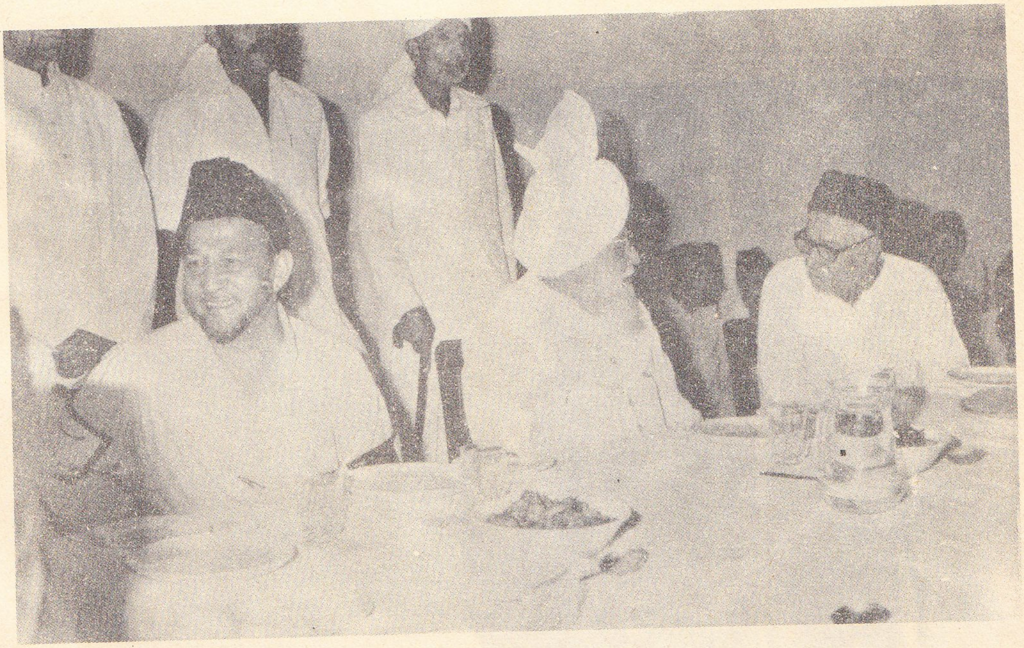












جناب مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (الآیۃ)

جس طرح اعتقادی لحاظ سے ہمارے دین یعنی اسلام کا خلاصہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح عملی لحاظ سے اسلام کا خلاصہ اور اس کی رُوح اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں ہوتی ہوئی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنی ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس کلمہ طیبہ کی رو سے جو ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لباب ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں ہم مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اطاعت کرو اور اطاعت کرو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اللہ کے رسول ہیں۔

اس تعلق میں یہ بات بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ اصل اطاعت اللہ تعالےٰ ہی کی ہے رسول کی اطاعت اس لئے فرض ہے کہ وہ اللہ ہی کے حکم سے لوگوں کو اللہ ہی کی طرف بلاتا ہے۔ بدیں وجہ رسول کی اطاعت بھی فی الاصل اللہ ہی کی اطاعت شمار ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں رسول کی اطاعت کو خود اپنی اطاعت قرار دیا۔ جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت ۸۱ میں فرمایا:۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج

یعنی جو رسول کی اطاعت کرے (تو سمجھو کہ) اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی)

پھر یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح رسول کی اطاعت فی الاصل اللہ کی اطاعت شمار ہوتی ہے۔ اسی طرح خلیفۃ الرسول اور اس کے قائم کردہ نظام کی اطاعت رسول ہی کی اطاعت شمار ہوتی ہے۔ سو گویا رسول کی اطاعت اُس کے خلیفہ اور اس کے قائم کردہ نظام کی اطاعت پر محیط ہے۔ مراد یہ کہ رسول کی اطاعت میں خلیفۂ وقت اور اس کے قائم کردہ نظام کی اطاعت از خود شامل ہے۔ یہ ایسا بدیہی امر ہے کہ اس کی وضاحت خود اللہ تعالےٰ نے

قرآن مجید میں فرمائی ہے چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳۳ میں فرمایا کہ

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وہاں یہ امر ذہن نشین کرانے کے لئے کہ رسول کی اطاعت میں اس کے خلفاء کی اطاعت بھی شامل ہے اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت ۶۰ میں فرماتا ہے :۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝

یعنی اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت اور رسول کی اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

اس آیت میں اولی الامر سے خلیفۂ وقت اور اس کے قائم کردہ نظام کو چلانے والے اصحاب امر مراد ہیں۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس آیت میں حکم تو تین وجودوں کی اطاعت کا دیا گیا ہے۔ یعنی ایک اللہ کی اطاعت کا، دوسرے رسول کی اطاعت کا تیسرے اولی الامر کی اطاعت کا، لیکن اَطِیْعُوا کا لفظ جس کے معنی ہیں اطاعت کرو صرف دوبار استعمال ہوا ہے ایک اللہ کی اطاعت کے لئے اور دوسرے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کے لئے اکٹھا۔ اس سے یہ امر ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ رسول کی اطاعت میں رسول کے خلفاء کی اطاعت از خود شامل ہے خلفاء کی اطاعت رسول کی اطاعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ خلفاء کی اطاعت فی الاصل رسول ہی کی اطاعت ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ

(بخاری کتاب الاحکام)

یعنی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے خود میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے خود میری نافرمانی کی۔

اب ہم اس امر کو لیتے ہیں کہ اللہ، رسول اور خلفاء کی نافرمانی سے بچنے اور ان کی پوری پوری اطاعت بجالانے پر اس قدر زور کیوں دیا گیا ہے سو اطاعت کا حکم خود مومنوں کے فائدہ کے لئے دیا گیا ہے۔ اللہ، رسول اور خلفاء کی اطاعت کے بغیر کسی شخص کے نیک اعمال خدا تعالیٰ کی جناب میں مقبول نہیں ہوتے۔ لوگ لاکھ نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، اور دوسرے نیک اعمال بجا لائیں، اگر وہ کسی نہ کسی اعتبار سے اللہ، رسول اور خلفاء کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان کے یہ سب نیک

اعمال رائیگاں جائیں گے اور انہیں ان کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ محمد کی آیت ۳۴ میں فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ
لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

یعنی اے ایماندارو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور (اطاعت سے روگردانی کرکے) اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

پھر یہی نہیں کہ اللہ، رسول اور خلفاء کی اطاعت کرنے کی وجہ سے اعمال کے ضائع ہونے کا امکان کالعدم ہو جاتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ ایسے اطاعت گزار بندوں کے اعمال قبول کرکے ان سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔

یعنی اے رسول! تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میری اطاعت کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

اللہ جس بندے سے محبت کرتا ہے اسے حسب استعداد اپنے انعامات سے ضرور نوازتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے نتیجہ میں محبت الٰہی کا ثمرہ انعاماتِ الٰہیہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ
رَفِيقًا ۔ (النساء آیت ۷۰)

ترجمہ: اور جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں۔ اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔

یہ تو وہ انعامات ہیں جو اللہ اور رسول کی اطاعت کے نتیجہ میں مومنوں کو حسب استعداد اسی دنیا میں عطا کئے جاتے ہیں۔ آخرت میں ایسے اطاعت گزار مومنوں کے لئے دائمی جنت اور اس کی لازوال و بے مثال نعمتیں مقدر کر دی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اطاعت کے نتیجہ میں مومنوں کو آخرت میں ملنے والے اس عظیم الشان انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

فِیْھَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

(النساء آیت ۱۴)

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے انہیں وہ ان باغوں میں جن کے اندر نہریں بہتی ہونگی داخل کرے گا اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس کے بالمقابل جو لوگ اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے خلفاء کی اطاعت سے روگردانی اختیار کرتے ہیں ان کے اعمال رائیگاں جانے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ آخرت میں ان کے ہولناک انجام سے خبردار کرتے ہوئے سورۃ النساء کی آیت ۱۵ میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدِیْنَ فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ○

یعنی جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اسکی مقررکردہ حدود سے آگے نکل جائے گا اسے وہ آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک رہتا چلا جائیگا۔ اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب مقدر ہے۔

ان جملہ آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ، رسول اور خلفاء کی اطاعت سے روگردانی کا انجام انتہائی ہولناک ہے۔ اس کے نتیجہ میں نیک اعمال اکارت جاتے ہیں، ان کا ایسے نافرمانوں کو کوئی اجر نہیں ملتا اور دوزخ کا عذاب ان کے لئے مقدر کردیا جاتاہے۔ اس کے بالمقابل اللہ اور رسول اور خلفاء کی اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ ایسے اطاعت گزاروں کے نیک اعمال قبول فرماتاہے، ان سے محبت کرتاہے، اسی دنیا دنیا میں حسب استعداد ان پر اپنے انعامات کے دروازے کھولتا ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے جنت اور اس کی دائمی راحتیں مقدر کردیتا ہے اور دونوں جہانوں میں فوز عظیم سے انہیں نوازتاہے۔

اسی لئے امام آخرالزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس آخری زمانہ میں احیاء و غلبہ اسلام کی غرض سے مبعوث فرمایاہے۔ اطاعت کی اہمیت پر بہت زور دیاہے۔ حضور علیہ السلام کے ان ارشادات کا جن میں حضورؑ نے اطاعت کی اہمیت ذہن نشین کرائی ہے بار بار مطالعہ از بس ضروری ہے۔ ان میں سے تین اقتباسات میں اس وقت سناکر اپنی معروضات کو ختم کرتاہوں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں

ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے، بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھے ان میں ایک کشش اور قوت تھی جو بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتی تھی۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت رسولؐ کا وہ نمونہ دکھایا اور ان کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔

غرض صحابہؓ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اس جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی نمونہ سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو، غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی۔"

(الحکم نمبرہ ۱۰ ۱۹۱۰ء)

حضور علیہ السلام کامل پیروی اور کامل اطاعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:۔

"صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سارے وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔

لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت میں گُم ہو کر وہ پایا
جو صدیوں سے ان کے مقدر میں
نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے
اور ان ہی کی اطاعت اور پیروی
میں دن رات کوشاں تھے ۔۔۔۔ جب
تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ
اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں بھتر
یہ تھا کہ

خدا داری چہ غم داری"

(ملفوظات جلد دوم ص۱۵۷)

نیز حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں (اور اس
مختصر ارشاد پر ہی میں اس مضمون کو ختم کرتا
ہوں۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ
مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا
منہ نہ دیکھیں گے پس نیک نیتی
کے ساتھ اور پوری اطاعت
اور فرمانبرداری کے رنگ میں
خدا اور اس کے رسول کے
فرمودہ پر عمل کرنے کے لئے تیار
ہو جاؤ کہ بہتری اسی میں ہے۔"

(الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۸ء)

دار النجات میں داخل ہونے کا دروازہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجاۃ میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۹ صفحہ ۴ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء)

مکرم جناب مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد

— درسِ قرآن کریم —

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ (الآیہ)

اس آیت کریمہ میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کو فریضۂ تبلیغ اسلام کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ اس حکم ربانی کی تعمیل میں جو طریق عمل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا وہی طریق ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں جب ہم آپ کی مقدس سوانح کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان ارشادات ربانی پر غور کرتے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً خدا تعالےٰ نے آپ کو فرمائے۔ اور جو کلام اللہ میں مذکور ہیں تو اس فرض کی ادائیگی کے بے نظیر گوشے اور تعلیم ہمارے لئے مشعلِ راہ بن کر ظاہر ہوتے ہیں جن میں سے چند امور آپ کے سامنے اس وقت بیان کرتا ہوں۔

فریضہ تبلیغ بہترین فریضہ ہے

۱۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا
اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ
قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(حٰمٓ سجدہ آیت ۳۴)

یعنی لوگوں کو خدا تعالےٰ کی طرف بلانے سے بہتر کوئی بات نہیں سب سے بہتر قول وہی ہے جس کے ذریعہ مخلوقِ خدا کو خدا کی طرف بلایا جائے اور بلانے والا نیک نمونہ پیش کرے۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا فرمانبردار ثابت کرے

۲۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا
اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا
وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ
مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔
(یوسف رکوع آخر)

یعنی اے رسول آپ یہ اعلان کردیں کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں اور میرے بلانے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے خدا کی معرفت اور یقین

حاصل ہے اور بصیرت دلیل کو بھی کہتے ہیں)۔ اس لئے میں دلیل کے ذریعہ بلاتا ہوں میں بھی اور میرے متبعین کا بھی یہی کام ہے۔ سبحان اللہ کہہ کر بتا دیا کہ سوسائٹی کی پاکیزگی خدائے قدوس سے وابستگی میں ہے اور اگر میں اور میری پیروی کا دم بھرنے والے یہ کام نہ کریں تو دنیا میں شرک پھیل جائے گا۔ حالانکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو شرک کو پسند کرتے ہیں۔

اس آیت میں تبلیغ اسلام کے لئے دو ضروری اصول بیان کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ تبلیغ کرنے والے یقین و وثوق کی دولت سے مالا مال ہو اور خود اس کو خدا کی ہستی پر کامل ایمان ہو۔ دوم وہ ان دلائل سے باخبر ہو جو پیغام حق پہنچانے کے لئے ضروری ہیں۔

فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کا طریق

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔

یعنی خدا کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ بلاؤ اور اگر کوئی بحث پر آمادہ ہو تو نرم روی اختیار کی جاوے۔

آیت کریمہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ میں لفظ بَلِّغْ باب تفعیل کا صیغہ ہے اور فعل امر ہے جو تکرارِ فعل پر دلالت کرتا ہے یعنی بار بار اور مستقل طور پر اس فریضہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل یہی رہا کہ ساری زندگی آپ نے استقلال سے فریضہ تبلیغ ادا فرمایا۔

بے نفس ہو کر تبلیغ کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا میدان تبلیغ میں ایک عظیم الشان پہلو خدا نے نہایت وضاحت سے یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی ذات کے لئے لوگوں سے کسی چیز کا کبھی مطالبہ نہیں کیا۔ خدا فرماتا ہے۔

اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجاً فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْراً وَّ ھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

(سورۃ المومنون آیت ۷۳)

فرمایا تو ان سے کچھ مانگتا تو نہیں کہ ان پر تیری تعلیم کا ماننا گراں گزرے۔ اگر تو ان سے اپنی ذات کے لئے کچھ مانگتا تو کوئی بات بھی تھی مگر تیرا بوجھ تو سارا تیرے رب نے اٹھایا ہوا ہے۔ اور اس کا بوجھ اٹھانا اور رزق دینا سب سے بہتر چیز ہے۔

ان کے راستہ میں سب سے بڑی روکاوٹ یہ ہوسکتی ہے کہ لوگ خیال کریں گے کہ شاید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتی وجاہت اور برتری کے حصول کے لئے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر ذاتی برتری کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہوتے۔ تو مکہ والوں سے کبھی تو کچھ مانگتے۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تو یہ کیفیت تھی کہ خود مکہ والوں نے آپ کو پیغام بھجوایا کہ اگر آپ حکومت چاہتے ہیں اور سرداری پسند کرتے ہیں۔ تو ہم سب آپ کو اپنا سردار ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اگر دولت کی خواہش ہے تو ہم اپنی دولت جمع کرکے آپکو دینے کے لئے تیار ہیں کہ سارے عرب میں آپ سے بڑھ کر کوئی دولت مند نہ ہو اور اگر کسی حسین اور خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو ہم سب سے اعلیٰ اور معزز گھرانے کی حسین ترین لڑکی سے آپ کا عقد کرا دیتے ہیں۔ اور اس کے بدلہ میں ہم آپ سے صرف اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں لیکن آپ نے ان کی پیشکش کو قبول نہ فرمایا اس واقعہ سے مکہ والے سمجھ سکتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے اپنی ذات کے لئے کوئی مطالبہ نہیں کر رہے بلکہ جو کچھ کہہ رہے ہیں خود ان کی اصلاح اور ترقی کے لئے کہہ رہے ہیں۔

پھر وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان کو بھی دیکھ سکتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلا اور بے یار و مددگار تھا کوئی اس کا ہم نوا نہ تھا کوئی اس کو دشمنوں کے حملہ سے بچانے والا نہ تھا۔ مگر جونہی خدا کی آواز اس کی زبان سے بلند ہوئی۔ اس آواز نے سعید لوگوں کے دلوں میں ارتعاش پیدا کرنا شروع کیا اور سعید طبائع پر ملائکہ کا نزول شروع ہوگیا۔ اور ان کے دلوں میں اسلام کی رغبت و محبت پیدا ہوئی اور ہر قسم کی قربانی کرنے والے آپ کے گرد جمع ہونے شروع ہوگئے اور وہ جو ذبیحہ آوازِ خفیف تھا اس نے دولت کو آپ کے قدموں میں لا ڈالا۔ یہ خدائے قادر کا ایک زبردست نشان تھا۔ آپ کی سیرت کا یہ پہلو ظاہر کرتا ہے کہ جو شخص بے نفس ہوکر پیغام حق کی تبلیغ کرتا ہے۔ خدا خود اس کا بن جاتا ہے۔ اور اس کی آواز کو قبولیت کا شرف عطا کرتا ہے۔

سوز و گداز سے امرِ تبلیغ ادا کیا

پھر امر تبلیغ میں آپ کی سیرت کا ایک اور نمایاں پہلو قرآن کریم میں یہ بیان کیا ہے کہ مخلوق خدا کی خیر خواہی کی آپ کے دل میں بےنظیر تڑپ تھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا

یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ
یعنی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا
اس فکر میں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتِ قدسیہ کے زور سے اس تبلیغ کو با اثر بنانے میں بے نظیر نمونہ دکھایا۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ آپ کا قلبِ مطہر قوم کی اصلاح کے لئے ایک سوز اور گداز رکھتا تھا۔ آپ کے اس درد کو مادرانہ عطوفت سے مشابہت ہے اور یہ درد و اضطراب بناوٹ سے نہیں ہوتا بلکہ فطرتاً اضطراری طور پر آپ سے صادر ہوتا تھا۔ جیسے ایک ماں اپنے بچے کی پرورش میں مصروف ہوتی ہے۔ دودھ دینے میں اس کو کبھی بہشت میں جانا یا اس کا معاوضہ پانا ملحوظ نہیں ہوتا اور یہ جوشِ طبعی ہے جو اس کی فطرت نے اسے دیا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخلوق کی بھلائی آپ کی فطرت میں داخل تھی۔ اور اس طبعی جوش سے آپ ان کی ہدایت کیلئے شب و روز مصروف رہتے۔

امرِ تبلیغ میں استقلال

ایک اور نمونہ آپ کی سیرت میں امرِ تبلیغ کی بابت ہم کو یہ نظر آتا ہے کہ جب لوگ آپ کی باتیں سننے سے انکار کر دیتے۔ تو آپ مایوس نہیں ہوتے تھے۔ ایسے حالات میں آپ گھبراتے نہیں بلکہ استقلال [illegible]

اس غرض کے لئے وقف سمجھتے تھے۔ اور دن رات اسی کام میں لگے رہتے تھے۔ عکاظ کے میلے پر آپ جاتے اور خدائے واحد کی تبلیغ کرتے۔ اس طرح جہاں کہیں آپ کو کچھ آدمی اکٹھے نظر آتے۔ آپ ان کے پاس پہنچ جاتے۔ اور فرماتے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو خدا تعالےٰ کی باتیں سناؤں۔ تو وہ ایک دوسرے کو آنکھ مار کر کہتے کہ یہ وہی مکہ کا مجنون ہے (معاذ اللہ) اور کھسک جاتے۔ اسی طرح آپ سارا دن وہاں چکر لگاتے رہتے۔ کبھی ایک گروہ کے پاس جاتے اور کبھی دوسرے کے پاس مگر لوگ آپ کی باتیں سننے سے انکار کر دیتے۔ لیکن پھر ان ہی میں سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے اسلام کی نہایت شاندار خدمات سر انجام دیں۔ یہ غیر معمولی استقلال ہی تھا۔ جس نے آپ کو کامیاب کیا۔ اور یہی وہ استقلال تھا جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب سے بڑا معجزہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور کی سیرت کا یہ پہلو بتاتا ہے کہ جب تک دیوانگی اور جنون پیدا نہ ہو اس وقت تک تبلیغ کامیاب نہیں ہوا کرتی

امرِ تبلیغ میں صبر

جب آپ نے اپنا دعوےٰ پیش کیا تو آپ کی غیر معمولی مخالفت ہوئی لیکن آپ نے غیر معمولی صبر کا نمونہ دکھایا۔ آپ پر طرح طرح کے ظلم روا رکھے گئے۔ قسم قسم کی تکلیفیں آپ کو دی گئیں مگر آپ

نے خاموشی کے ساتھ انہیں برداشت کیا۔ ایک دفعہ آپؐ خانہ کعبہ کے باہر ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ابو جہل آیا اور اس نے آپ کو آتے ہی بے تحاشا گالیاں دینی شروع کر دیں آپ نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ وہ گالیاں دیتا رہا اور آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب اس کی گالیوں کا آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا تو ابو جہل کا غصہ اور بھی تیز ہو گیا اس کے ہاتھ میں ایک سوٹی تھی اس نے وہ سوٹی آپ کو ماری اور ساتھ ہی اور زیادہ گالیاں دینا شروع کر دیں۔ مگر آپؐ نے پھر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ صرف اتنا کہا کہ میں نے آپ کا کیا قصور کیا ہے؟ صرف خدا تعالےٰ کا پیغام ہی آپ تک پہنچاتا ہوں۔ لیکن اس کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور آپ کو برابر گالیاں دیتا چلا گیا اور آخر تھک کر واپس چلا گیا۔ حضرت حمزہ کی ایک لونڈی تھی وہ یہ شور سنکر باہر نکل آئی اور اس نے گھر کے دروازے سے یہ سارا نظارا دیکھ لیا۔ اس کو یہ ظلم دیکھ کر سخت دکھ ہوا۔ حضرت حمزہ شکار کرنے گئے ہوئے تھے۔ شام کو لوٹتے ہوئے آپ شکار سے واپس آئے۔ کمان کندھے پر تھی ہاتھ میں شکار تھا اور آپ اسی طرح گھر میں داخل ہوئے۔ اس لونڈی نے آپ کو دیکھا اور کہا آج تمہارے بھتیجے کو ابو جہل نے گالیاں دیں اور مارا۔ اور وہ خاموشی

کے ساتھ بیٹھا رہا اور اس نے اُف تک نہ کی۔ مگر تم اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور ہر وقت شکار میں لگے رہتے ہو۔ حضرت حمزہ نے پوچھا کیا ہوا تھا۔ لونڈی نے سارا واقعہ پھر دوہرایا۔ آپؓ نے جب یہ سنا تو غیرت جوش میں آگئی۔ وہ اسی وقت خانہ کعبہ میں گئے۔ جہاں ابو جہل اور مکہ کے دیگر رؤسا جمع تھے۔ اور اسلام کے خلاف باتیں کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت حمزہ کو دیکھا تو بیٹھنے کو جگہ بنا دی کیونکہ وہ بھی رئیس تھے۔ مگر حضرت حمزہ نے ادھر کوئی توجہ نہ دی اور آگے بڑھ کر ابو جہل کے منہ پر کمان مار کر کہا تو نے آج میرے بھتیجے کو مارا ہے اس نے تجھے کچھ نہیں کہا۔ لیکن اب میں نے ساری قوم کے سامنے تیرے منہ پر کمان ماری ہے اگر ہمت ہے تو مجھے مار۔ مذہبی تعصب کی وجہ سے دوسرے رؤسا کو بھی غصہ آگیا۔ اور انہوں نے حضرت حمزہؓ کو مارنا چاہا۔ مگر ابو جہل نے روک دیا۔ اور کہا واقعہ میں آج مجھ سے کچھ زیادتی ہو گئی تھی۔ حضرت حمزہؓ اسی جوش کی حالت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ حضرت حمزہؓ کو جو ایمان نصیب ہوا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس غیر معمولی صبر کا نتیجہ تھا جو آپؐ نے امر تبلیغ میں دکھایا۔

مکرم جناب مولانا محمد صادق صاحب سماٹری رئیس التبلیغ انڈونیشیا

درس حدیث

افضل ترین جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے

مجھے ارشاد ہوا ہے کہ میں آیت قرآنی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کی روشنی میں ضروری احادیث آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

اَلْحِکْمَةُ کے متعلق مشہور تابعی ابن زید سے فرماتے ہیں۔ اَلْعَقْلُ فِی الدِّیْنِ۔ یعنی دین کی سمجھ اور بوجھ۔

پھر فرماتے ہیں:

اَلْحِکْمَةُ شَیْءٌ یَجْعَلُهُ اللّٰهُ فِی الْقَلْبِ یُنَوِّرُ لَهٗ بِهٖ

کہ حکمت اس چیز کو کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے اور جس کے ذریعہ دل کو منور کیا جاتا ہے۔

حضرت مالک کہتے ہیں

اَلْحِکْمَةُ اَلْمَعْرِفَةُ بِالدِّیْنِ

[illegible]

کہ دین کو جاننا اسے اچھی طرح سمجھنا اور اس کی پیروی کرنا دراصل حکمت ہے۔ (تفسیر جامع البیان لابن جریر جزء ۱۴ ص۳۶)

۲۔ اقرب الموارد میں الحکمة کے معنی یوں لکھے ہیں:

اَلْعَدْلُ وَالْعِلْمُ وَالْحِلْمُ وَالنُّبُوَّةُ ... وَقِیْلَ لِکُلِّ کَلَامٍ مُوَافِقِ الْحَقِّ وَ قِیْلَ

[illegible]

کہ حکمة کے معنی عدل، علم اور حلم اور نبوت کے ہیں اور ہر کلام جو حق کے موافق ہو یا کسی چیز کو موقعہ اور محل پر رکھنا

۳۔ روح المعانی جزء ۱۴ ص۲۵۴ میں الحکمة کے متعلق لکھا ہے۔

وَقَدْ یُقَالُ الْمُرَادُ بِهَا حَقَائِقُ الْکِتَابِ وَدَقَائِقُهٗ وَ

سَائِرُ مَا اُوْدِعَ فِیْہِ
یعنی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الحکمۃ سے کتاب اللہ کے حقائق و دقائق۔ اور جو کچھ اس میں ودیعت کیا گیا ہے مراد ہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ الحکمۃ کے مشہور معنی آٹھ ہیں۔

(۱) دین کی سمجھ اور علم
(۲) اس علم پر عمل کرنا۔
(۳) عدل
(۴) حلم و صبر
(۵) ہر کلام جو حق سے موافق ہو۔
(۶) ہر چیز کو اس کے موقع اور جگہ پر رکھنا
(۷) وہ شئے جس سے اللہ تعالےٰ دل کو منور کر دے
(۸) قرآن کریم کے حقائق و معارف

جب خدا تعالےٰ نے اسلام کے ذریعہ ایک روحانی انقلاب برپا کرنے کا ارادہ کیا اور نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا فیصلہ فرمایا تو اس وقت دنیا پر جہالت کا عجیب سماں طاری تھا جسے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ
جب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم رسالت کے ساتھ تشریف لائے تو تمام زمین کے رہنے والے آپ کے بہت ہی محتاج تھے

کیونکہ ان میں کچھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور کچھ صلیبوں کی کچھ آگ کی عبادت کرتے تھے تو کچھ ستاروں کی کچھیوں اپنے گناہوں کی وجہ سے خدا کے غضب کے نیچے آچکے تھے۔ کچھ حیران و پریشان تھے اور نہ جانتے تھے کہ کس خدا کی پرستش کریں۔ اور کیسے کریں۔ لوگ ایک دوسرے کو کھا رہے تھے۔ جو شخص کسی چیز کو پسند کرتا لوگوں کو اس کی دعوت دیتا۔ اور جو اس سے مخالفت کرتا اس سے جنگ شروع کر دیتا غرض دنیا میں کوئی جگہ نہ تھی جو نورِ رسالت سے منور ہو۔ خدا نے دنیا والوں پر نظر کی تو عرب کیا عجمی کیا ان سب سے سخت نفرت کی۔ سوائے چند لوگوں کے جو صحیح دین کے آثار پر قائم تھے۔ پس خدا تعالےٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے بندوں کی داد رسی فرمائی۔ (جلاء الافہام ص۱۲۰)

مشن کا مقصد

اس طرح اس پاک مشن کی بنیاد ڈالی گئی اور اس کے پیروں کو "امتِ مسلمہ" کا نام دیا گیا۔ اور ان کے لئے جو ضابطۂ حیات تجویز کیا گیا۔ اس میں یہ معروف امر کی اشاعت کرنا اور بُرے کاموں سے

روکنا ان کا بڑا فرض قرار دیا گیا فرمایا:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ (آل عمران آیت ۱۱۰)

یعنی تم ایک بہترامت ہو جسے انسانیت کی بھلائی کے لئے قائم کیا گیا ہے (تمہارا اہم فریضہ یہ ہے کہ) تم معروف کا حکم دو گے اور تمام قسم کی برائیوں سے روکو گے اور تم اللہ پر ایمان رکھو گے۔

اس مشن کو دوسرے الفاظ میں دعوۃ الی الحق کا نام دیا گیا ہے فرمایا:-

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

(سورۃ النحل آیت ۱۲۵)

کہ لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے دعوت دیا کرو (کسی سے بحث کی نوبت پہنچے) تو اس سے بحث کرو مگر احسن طور پر

گویا اسی آیت میں اس مشن کو کامیاب بنانے کا طریق بیان کیا ہے۔

کیا ہی پاک مشن ہے اور اس کے چلانے کا طریق بھی کیا ہی دلکش اور خوشکن ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پاک مشن کی برکات کے متعلق یوں وضاحت فرمائی ہے

قال ابو ذر الغفاری قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ! هل من جهادٍ غير قتال المشركين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم يا أبا بكر! إن لله تعالى مجاهدين في الأرض أفضل من الشهداء أحياء مرزوقين يمشون على الأرض يباهي الله بهم ملائكة السماء ....

فقال ابوبكر رضی اللہ عنہ يا رسول الله! ومن هم؟ قال الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر والمحبون في الله والمبغضون في الله۔

(مکاشفۃ القلوب باب الخامس عشر ص۴۵)

ابو ذر غفاری کی روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ مشرکین سے جنگ کے علاوہ کوئی اور جہاد بھی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں اے ابوبکر! زمین میں اللہ کے بعض ایسے مجاہد بندے بھی ہیں جو شہداء سے افضل

ہیں وہ زندہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے
انہیں رزق بھی دیتا ہے۔ اور ان کی
وجہ سے آسمان کے فرشتوں پر فخر
بھی کرتا ہے..... حضرت ابوبکرؓ نے
عرض کیا وہ مجاہد بندے کون ہیں؟ فرمایا
وہ لوگ جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی
سے روکتے ہیں۔ کسی سے محبت کرتے
ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر
اور کسی سے نفرت کرتے ہیں تو بھی اللہ
کی خاطر۔

یہی پاک معاشرہ کا بڑا ذریعہ ہے جو اسلام
دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے

عن علیؓ افضل الجهاد الامر
بالمعروف والنهي عن المنكر
(تفسیر کبیر رازی جز ۳ ص ۲)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
افضل ترین جہاد امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر ہے۔

اس مشن کی برکات اور اہمیت کو صحابہ رضی اللہ
عنہم نے خوب سمجھا اور اپنا تن من اور دھن سب
اس کے لئے وقف کر دیا اور قربانی کا وہ نمونہ
پیش کیا جس کی کوئی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں
ملتی۔ چنانچہ ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابوالدرداءؓ
سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوُنَّ
عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ظَالِمًا لَا
يُجِلُّ كَبِيْرَكُمْ وَلَا يَرْحَمُ
صَغِيْرَكُمْ وَيَدْعُوْا خِيَارُكُمْ
فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيَسْتَنْصِرُوْنَ
فَلَا يُنْصَرُوْنَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ
فَلَا يُغْفَرُ لَهُمْ
(مكاشفة القلوب ص۴۵)

کہ تم نیکی کا حکم دیتے چلے جاؤ گے اور
برے کاموں سے لوگوں کو روکتے رہو گے
تو تمہاری یہ عزت اور رعب قائم رہے گا۔ ورنہ

۱۔ اللہ تعالیٰ تم پر ظالم بادشاہ مسلط فرمادیگا
جو تم پر ظلم کرے گا۔
۲۔ جو تمہارے بزرگوں کی عزت نہیں کرے گا
۳۔ جو تمہارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرے گا۔
اس وقت
۴۔ تمہارے چیدہ چیدہ لوگ دعائیں مانگیں گے
تو قبول نہ کی جائیں گی۔
۵۔ خدا سے مدد مانگیں گے تو ان کی مدد نہ
کی جائے گی۔
۶۔ اور خدا سے گناہوں کی بخشش کی درخواست
کریں گے تب بھی انہیں بخشا نہیں جائے گا۔

اسی اہمیت کے پیش نظر نبی کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان کو اس

مشن کی ترقی کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

(حدیث الجامع الصغیر جزء ۲ صفحہ ۱۷۱ لفظ مَنْ)

کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اگر اسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی روکنے کی اسے ہمت نہیں تو اسے چاہیئے کہ اپنے دل میں اس سے نفرت اور بیزاری کا احساس پیدا کرے اور یہ کمزور سے کمزور ایمان ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ لوگ چونکہ تین قسم کے ہیں صاحب اقتدار۔ اور صاحب علم اور عوام۔ اس لئے تینوں کو ارشاد ہوا ہے۔

قَالَ بَعْضُھُمْ اَلتَّغْیِیْرُ بِالْیَدِ لِلْاُمَرَاءِ وَ بِاللِّسَانِ لِلْعُلَمَاءِ وَ بِالْقَلْبِ لِلْعَوَامِ

(مکاشفۃ القلوب صفحہ ۴۳)

کہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ

- ہاتھ سے روکنے کا کام امراء اور حکام کا ہے

- زبان سے روکنے کا کام علماء کا ہے اور

- دل سے بدی کو برا منانا عوام کا کام ہے۔

قرآن کریم کی آیت اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ میں الحکمۃ کا لفظ جو وسیع المفہوم ہے رکھ کر مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ الحکمۃ اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ اس کی تشریح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرما دی ہے

۱۔ اسے علم دین سے پوری واقفیت ہونا ضروری ہے۔

۲۔ اسے خود اس علم پر عمل کرنا چاہیئے۔

۳۔ گفتگو اور تبادلہ خیالات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۴۔ علم و صبر کا پیکر ہونا چاہیئے اور اسے نرمی اور حوصلے سے بات کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔

عَلِّمُوْا وَلَا تُعَنِّفُوْا (رواہ الطیالسی فی مسندہ عن ابی ھریرۃ)

کہ علم سکھاتے ہوئے سختی نہ کیا کرو نیز فرمایا

عَلِّمُوْا وَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

(الجامع الصغیر صفحہ ۲۲ جزء ۲)

یعنی لوگوں کو علم سکھاؤ اور آسانی

پیدا کرو۔ تنگی اور دشواری کا باعث نہ ہو

۵۔ جو بات حق ہو وہی پیش کرنی چاہیئے۔ فرمایا۔

دُوْرُوْا مَعَ كِتَابِ اللهِ حَيْثُمَا دَارَ

(عن حذیفۃ الجامع ص۱۵۸/۱)

کتاب اللہ کے ساتھ اپنا موقف رکھو۔

پھر فرمایا:

كُنْ مَعَ الْحَقِّ حَيْثُ كَانَ

(رواہ الدیلمی عن علیؓ)

صداقت کا ساتھ دو وہ جہاں بھی ہو جیسے

بھی ہو۔

۶۔ بات کو موقع اور محل کے مطابق بیان کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔

وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ

أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ

وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ (ابن ماجہ)

نااہل کے سامنے علم پیش کرنا ایسا ہی ہے

جیسے خنزیر کو جواہرات کے ہار پہنانے

(الجامع الصغیر ص۹۹)

۷۔ مخاطب کے علم و عقل کے مطابق کلام کرنا چاہیئے

فرمایا:

كَلِّمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ

لوگوں کے ساتھ ان کی عقل کے مطابق

بات کرو۔

۸۔ مخاطب سے اسکی حیثیت کے مطابق خطاب

کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔

أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

(الجامع الصغیر ص۱۰۹/۱)

عام طریق کے لئے تاکیداً فرمایا۔

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ السَّهْلَ الطَّلِيقَ

(الجامع الصغیر ص۷۵/۱)

اللہ تعالیٰ عام فہم کلام کرنے والے اور

ہنس مکھ کو پسند کرتا ہے

۹۔ مخلوق خدا کی خیر خواہی اور دلجوئی مقصود ہو

اور گفتگو میں نصیحت کا رنگ ہو۔ فرمایا۔

خِيَارُ أُمَّتِي مَنْ دَعَا إِلَى اللهِ

تَعَالَى وَحَبَّبَ عِبَادَهُ إِلَيْهِ.

(الجامع الصغیر ص۴۴/۲)

کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو

لوگوں کو خدا کی طرف بلائیں اور وہ

لوگوں سے محبت رکھتے ہوں۔

۱۰۔ قرآن کریم ایک خزانہ بلکہ سمندر ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

علوم القرآن وما يستنبط منه

بحر لا ساحل له.

(الاتقان جزء ۲ ص۱۸۱)

۱۱۔ دعا بہت ضروری ہے۔ فرمایا۔

اَلدُّعَاءُ مِفْتَاحُ الرَّحْمَةِ.

(الجامع الصغیر جزء ۲ ص۱۴)

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَ

عِمَادُ الدِّیْنِ وَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ۔

(الجامع الصغیر)

دعا رحمت کی چابی ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون اور ارض و سما کا نور ہے۔

ابن صیاد کے ساتھ تبادلۂ خیالات

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح دعوت الی الحق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات کے آخری زمانہ میں جب ابن صیاد نامی شخص کے عجیب وغریب مبتذل اقوال اور حرکات کے متعلق آپکو پتہ چلا تو آپؐ چند صحابہؓ کو لے کر اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کے پاس پہنچے۔ آپؐ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارا تو وہ آپؐ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔

اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس نے جواب دیا۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّیِّیْنَ

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تو امی لوگوں (عربوں) کا رسول ہے۔

پھر ابن صیاد نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا۔

أَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مَیں بھی اللہ کا رسول ہوں؟

اگر نبی کریمؐ صلے اللہ علیہ وسلم مغضوب الغضب۔ تندخو اور تیز طبع واقع ہوتے تو یقیناً اس سوال کا جواب حضور کی طرف سے یہی ہوتا کہ تم بیکار ہوتے ہوئے دعوئے نبوت کر رہے ہو، تم واجب القتل ہو تمہیں ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر آپؐ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ

کہ مَیں اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔

کیسا اچھا جواب ہے نرمی سے سمجھایا کہ تم اللہ کے رسول نہیں اس لئے تم پر ایمان کیسا۔ پھر زیادہ وضاحت کے لئے حضورؐ نے ابن صیاد سے پوچھا۔ مَاذَا تَرٰی کہ تو جو کچھ دیکھتا ہے وہ کیا ہوتا ہے۔ اس نے کہا یَاْتِیْنِیْ صَادِقٌ وَّکَاذِبٌ جو خبریں مجھے ملتی ہیں ان میں سچ بھی ہوتا ہے اور جھوٹ بھی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ پھر معاملہ مشتبہ ہے یعنی حق نہیں۔

اس کے بعد حضورؐ نے پھر فرمایا کہ مَیں ایک چیز چھپاتا ہوں ذرا بتاؤ کہ وہ کیا ہے۔ حضورؐ نے آیت یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ۔ دل میں رکھی۔ ابن صیاد نے کہا هُوَ الدُّخُّ ۔ دُخّ دو لفظ

دُخ ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ کہ دور ہو! تو اپنی قدر سے تجاوز نہیں کرے گا۔

دیکھئے کس طرح اس کے دعوے کو سنا۔ پھر نرم الفاظ میں اشارۃً اس کا انکار کیا اور پھر تبادلۂ خیال کر کے مدلّل طور پر آخری فیصلہ دیا۔ کہ تو سچا نہیں ہے۔ اور تیرا یہ دعوےٰ قابلِ قبول نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے جو وہاں موجود تھے عرض کی

أَتَأْذَنُ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ

کہ حضور اجازت فرمادیں تو اس کی گردن اڑا دوں۔

حضورؐ نے فرمایا نہیں: دَعْهُ اسے چھوڑ دو۔ جانے دو۔

رہا مسیلمہ الکذاب اور اسود العنسی کا معاملہ! سو واضح ہو کہ ان دونوں نے ارتداد اختیار کیا نبوت کا دعوےٰ کیا اور اسلامی حکومت کے بالمقابل اپنی حکومت قائم کر کے بغاوت کا علم بلند کیا اور خونریزی فساد کرنے میں پہل کی۔ بلکہ انہوں نے مسلمانوں کو نکال دیا اور اپنے اپنے علاقوں میں حاکم بن بیٹھے اس لیے ان سے لڑائی ضروری ہوئی تھی۔

خدا کرے کہ ہم اسلام کی تعلیم کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی توفیق پائیں اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکات کے وارث ٹھہریں۔

آمین یا رب العالمین

بارآور ہونے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پس تم کو چاہیئے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار بار اس کے پاس آکر بیٹھو ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوئی جو سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوگا اس میں تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا۔"

(ملفوظات جلد دوم صؔ)

مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر پروفیسر جامعہ احمدیہ

آدابِ تبلیغ

درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ۔

(سورۃ النحل آیت ۱۲۶)

ترجمہ:۔ اے رسول تو لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے رب کی راہ کی طرف بلا۔ اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو ان سے ان کے اختلافات کے متعلق بحث کر۔ تیرا رب ان کو بھی جو اس کی راہ سے بھٹک گئے ہوں سب سے بہتر جانتا ہے۔ اور ان کو بھی جو ہدایت پاتے ہیں۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم پہ کوہ ماراں ہر گزر میں دشت خار

[illegible] حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے تبلیغ کے آداب اور لوازمات کے متعلق نہایت حکیمانہ ارشادات فرمائے ہیں حضور فرماتے ہیں:۔

۱۔ "جیسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام کا ہی نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۹ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۵)

۲۔ "اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسن سلوک سے دوست بن جاوے۔ اور ان باتوں کو آرام اور سکوت سے سن لے۔"

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۳۔ "جب تو عیسائیوں سے مذہبی بحث کرے تو حکیمانہ طور پر معقولی دلائل کے ساتھ کر اور

جا سکے کہ تم [illegible]

ہو۔" (البلاغ (فریاد درد) صفحہ ۱۳ طبع اول)

۴۔ "آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے جب تک اسلام پر حملے کرنے والے حملے کرتے رہیں اس طرف سے بھی سلسلۂ مدافعت جاری رہنا چاہیئے۔"

(البلاغ (فریاد درد) صفحہ ۱۴ طبع اول)

۵۔ "جب تو کسی عیسائی معلم کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانے کے جاہل اور نادان اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ تلوار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ درپردہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں۔ ان کی غلط فہمی سے الٰہی کتاب پر الزام نہیں آسکتا واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں۔ بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے۔ کہ روحانی دلائل کمزور ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول پر یہ وحی نازل کی کہ فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ یعنی ایسا صبر کر جو تمام اولوالعزم رسولوں کے صبر کے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام انبیاء کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو اور پھر فرمایا۔ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ یعنی دین میں جبر نہیں چاہئے۔ اور پھر فرمایا اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ یعنی عیسائیوں کے ساتھ حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کر نہ سختی سے۔ اور پھر فرمایا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو۔ اور ان کے مال لوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو۔ بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکم الٰہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے۔ اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ مومنوں کو قتل کرتے پھرو۔"

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۹۴ تا صفحہ ۱۹۶ حاشیہ)

۶۔ "آیت جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کا یہ منشاء نہیں [illegible]

کرکے خلافِ واقعہ بات کی تحقیقات کریں کیا ہم ایسے شخص کو جو خدائی کا دعوےٰ کرے اور ہمارے رسول کو پیشگوئی کے طور پر کذاب قرار دے۔ اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو رکھے راستباز کہہ سکتے ہیں کیا ایسا کرنا مجادلہ حسنہ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ منافقانہ سیرت اور بے ایمانی کا ایک شعبہ ہے۔"

(تریاق القلوب ص۲ حاشیہ طبع اوّل)

۷۔ "اس کے معنی یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیئے کہ ان کو فائدہ بخشے۔"

(ضمیمہ مشمولہ کتاب البریہ ص۳)

۸۔ "دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ عوام متوسط درجے کے اور امراء۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں۔ ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امراء کے لئے بھی سمجھانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور ان کا تکبر اور تعلّی اور بھی سدِّراہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والوں کو چاہیئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو مَا قَلَّ وَ دَلَّ۔ مگر عوام کو تبلیغ کرنے کے لئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہیئے۔ رہے اوسط درجہ کے لوگ۔ زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ انکو تبلیغ کی جائے وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے اس لئے انکو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۱۸/۲۱۹)

اعزہ کو تبلیغ

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نواب صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا:۔

"میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزّہ کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں یہ بہت ہی عمدہ بات ہے۔ ہر وقت انسان کو فکر کرنی چاہیئے کہ جس طرح ممکن ہو عورتوں اور مردوں کو اس امر الٰہی سے اطلاع کردیوے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اس سے اسی طرح سوال کیا جائے گا جیسے کسی قوم کا نبی۔ غرض جو موقعہ مل سکے اسے کھونا نہیں

چاہیئے۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔
کا حکم ہوا تو آپ نے نام بنام سب کو
خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ ایسا ہی میں نے
بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف
موقعوں پر تبلیغ کی ہے۔ اور اب بھی
کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ۴۰۲)

مبلغ کی خصوصیات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔
"ہر ایک کا کام نہیں کہ دین کے لئے
بات کرے۔ پہلے خود متقی ہونا چاہیئے
تا کہ ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کا مصداق ہو۔
منطقی بات بدبودار ہوتی ہے۔ کیونکہ
اس میں نرے داؤ پیچ ہوتے ہیں۔
اس لئے منطقیانہ طریق کو چھوڑ کر عارفانہ
تقریر کا پہلو اختیار کرنا چاہیئے۔

(ملفوظات جلد ۳ صـ۴۲۵)

لمبی زندگی کا راز

"غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے
اسے چاہیئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ
کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔"

(ملفوظات جلد ششم صـ۹۱)

تبلیغ کے لئے بہت بڑے علم کی ضرورت نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النصوح
کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی
وقف کر دے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے
تو عمر بڑھتی ہے۔ اعلائے کلمۃ الاسلام
کرتا رہے۔ اور اس بات کی آرزو
رکھے کہ خدا تعالیٰ کی توحید پھیلے
اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ
انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی
ضرورت ہے۔ بلکہ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کرتا رہے۔ یہ ایک اصل
ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے۔
اور نافع الناس ہونا درازیٔ عمر کا اصل
گر ہے۔"

(ملفوظات جلد ۶ صـ۹۵)

جماعت احمدیہ کا رویہ کیسا ہونا چاہیئے

"ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا میں قائم ہوا
ضرور دنیا نے اس سے دشمنی کی

سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کریں۔ سو تم ہرداللہ ہو نفسانیت تم پر غالب نہ آئے۔ ہر ایک سختی برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔ تا آسمان سے تمہارے لئے اجر لکھا جاوے ..... یاد رکھو۔ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کا انڈا ہوتا ہے۔ بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو۔ تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہونگے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤگے۔ اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو۔ تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس پہناؤ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے۔ اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے منہ پر جاری ہوتی ہے۔

پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دور رہو: اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے۔ بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے اور چاہیئے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ ٹھٹھے اور ہنسی سے کیونکہ مردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا اور ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے۔ اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسروں کو اختیار کرنے دیتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۳۶۴-۳۶۵)

(نسیم دعوت ص ۴)

مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر

ایفائے عہد

عہد کی پابندی پر اسلام نے خاص زور دیا ہے یہاں تک کہ پابندیٔ عہد کو اسلام نے ایمان اور تقویٰ کی علامت قرار دیا ہے اور پابندیٔ عہد نہ کرنے کو منافقت کی علامت قرار دیا ہے۔

ایفائے عہد معاشرتی امن اور بین الاقوامی امن اور تمدن کا ایک اہم جزو ہے۔ اگر عہد کی پابندی نہ کی جائے تو انفرادی اور بین الاقوامی امن برباد ہو جاتا ہے۔ اور تمدن کی حقیقی روح قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ تمدن کے قیام کے لئے یہ امر ضروری ہے۔ کہ ہر شخص دوسرے کے حقوق کی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے اپنے حقوق کی حفاظت کی جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ہر شخص اپنے آپکو ایفائے عہد کا پابند کرے۔ انفرادی پابندیٔ عہد کے علاوہ ملکی و قومی اور عالمی سطح پر ایفائے عہد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ معاہدات کی عدم پابندی کی وجہ سے دنیا میں ملکوں اور قوموں کے آپس کے اختلافات بڑھ جاتے ہیں اور بڑی بڑی جنگوں پر منتج ہوتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اسوہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاہدات کی سختی سے پابندی کیا کرتے تھے۔

ذیل میں چند آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایفائے عہد کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کامیاب ہونے والے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ
وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝
الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورہ مومنون ع ۱)

(کامل) مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا پاس
رکھتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت
کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ اصل
وارث ہیں جو فردوس کے وارث ہونگے
وہ اس میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں
گے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

۲۔ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ
الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۝

(سورۂ بنی اسرائیل ع ۴)

اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ کیونکہ ہر
عہد کے متعلق جواب طلبی ہوگی۔

۳۔ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ
إِذَا عَاهَدُوا ۚ وَالصَّابِرِينَ
فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ
الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُونَ ۝

(سورۂ بقرہ ع ۲۲)

اور اپنے عہد کو جب بھی (کوئی) عہد
کریں پورا کرنے والے اور (خاص کر)
تنگی اور بیماری میں اور جنگ کے
وقت برداشت سے کام لینے والے
(کامل نیک) ہیں۔ پس یہی لوگ ہیں
جو (اپنے قول) کے سچے نکلے اور یہی

لوگ کامل متقی ہیں۔

۴۔ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ
فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

(سورۂ آل عمران رکوع ۸)

جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور
تقوےٰ اختیار کرے تو (وہ متقی ہے)
اللہ متقیوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے۔

۵۔ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ
وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ
تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ

(سورہ نحل ع ۳)

اور اللہ کے (ساتھ کئے ہوئے اپنے) عہد
کو جب تم نے (اس سے کوئی) عہد کیا
ہو پورا کرو اور قسموں کو انہیں پختہ
کرنے کے بعد جب کہ تم نے اللہ کو (اس
کی قسم کھا کر) اپنا ضامن بنا لیا ہے مت
توڑو

۶۔ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ
وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝

(سورہ رعد رکوع ۳)

ایسے لوگ جو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے
عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس پختہ
عہد کو توڑتے نہیں

عہد توڑنا مومن کی نہیں بلکہ منافق کی علامت ہے

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا ۔ اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر و اذا خاصم فجر

(مسلم کتاب الایمان باب بیان الخصال المنافق ص ۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار ایسی علامتیں ہیں کہ جس میں وہ ہوں وہ پکا منافق ہوگا ۔ اور جس میں ان میں سے ایک ہو اس میں ایک خصلت نفاق کی ہوگی سوائے اس کے کہ وہ اسے چھوڑ دے ۔ وہ چار باتیں یہ ہیں ۔ جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرتا ہے جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے جب کسی سے معاہدہ کرے تو بے وفائی کرتا ہے ۔ اور جب کسی سے جھگڑ پڑے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

(عن عبد اللہ بن ابی الحسماء قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یبعث وبقیت لہ بقیۃ فوعدتہ ان اتیہ بھا فی مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلاث فاذا ھو فی مکانہ فقال لقد شققت علی ھھنا منذ ثلاث انتظرک (رواہ ابوداؤد (مشکوۃ باب الوعد ص ۴۰۸)

عبداللہ بن ابی الحسماء بیان کرتے ہیں ۔ کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور کی بعثت سے پہلے ایک سودا کیا اور حضور کی کچھ بقایا رقم میرے ذمہ رہی اور میں نے حضور سے وعدہ کیا کہ میں اسے لے کر آتا ہوں آپ اسی جگہ ٹھہریں ۔ میں تو بھول گیا اور مجھے تین راتوں کے بعد یاد آیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اسی جگہ پر ہی موجود ہیں ۔ اس پر حضور نے فرمایا تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا میں یہاں تین راتوں سے تیرا انتظار کر رہا ہوں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

"نیکی اور تقوےٰ کا اعلیٰ مقام جن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے ان کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ معاہدات کی پابندی کرتے ہیں اور اگر لوگ ان پر سختی کریں یا ظلم کریں تو وہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ گویا ایک طرف تو اسلامی تمدن کو قائم کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور کبھی بدعہدی یا دھوکہ بازی سے کام نہیں لیتے۔ اور دوسری طرف اگر مذہبی۔ قومی اور ملکی ضروریات کے لئے انہیں سختیاں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ تو وہ استقلال کے ساتھ ان کو برداشت کرتے ہیں۔ اور استقامت کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں۔ اس جگہ عہد سے مراد صرف زبانی عہد ہی نہیں بلکہ تمدن سے تعلق رکھنے والے تمام اہم مسائل بھی اس میں شامل ہیں کیونکہ متمدن دنیا میں ایک دوسرے کے حقوق کی اسی رنگ میں حفاظت ہوتی ہے کہ ہر شخص سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دائرہ سے تجاوز نہ کرے۔ اور دوسروں کے حقوق کو سلب کرنے کی کوشش نہ کرے اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو تمدن کو قائم کرنے والے سمجھے جاتے ہیں اور اگر ان کے خلاف عمل کریں تو فتنہ و فساد پیدا کرنے والے قرار پاتے ہیں۔ اسلام چونکہ صلح و آشتی اور محبت کی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے کامل الایمان لوگوں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ معاہدات کی سختی سے پابندی کریں۔"

(تفسیر کبیر سورۃ بقرہ رکوع ۲۲ صفحہ ۳۵۶)

پاکیزہ دین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے جس نے انکو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر قسم کی فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے۔ اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اس کو معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵)

مکرم مولوی ملک مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قبل از بعثت

سیدنا و مولانا رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت سے پہلے دورِ حیات کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ دور کچھ کم اہم نہیں۔

حضورؐ کی پیدائش ابرہہ کے مکہ پر حملہ آور ہونے کے پچپن دن بعد ۹ ربیع الاول "عام الفیل" مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء عیسوی کو ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا عین اس سال پیدا ہونا جس سال اللہ تعالیٰ نے مرکزِ توحید بیت اللہ کو تباہ کرنے کی ایک خطرناک سازش کا قلع قمع کیا اس بات کا بیّن اور واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا حکمت و بلا استحقاق مقصودِ کائنات قرار نہیں دیا گیا بلکہ ازل سے درحقیقت آپ کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اہل بنایا تھا کہ آپؐ دنیا کی بقا اور حقیقی سلامتی و نجات کا ذریعہ بنیں اور آپ کے ذریعہ یہ زمین توحیدِ الٰہی کا گہوارہ بنے اور انسان اپنے مقصدِ عبودیت کے معراج تک پہنچ جائے۔

پس حضورؐ کی پیدائش کے ساتھ ہی اصحاب الفیل کی تباہی و ہلاکت کی صورت میں عظیم جلالی تجلی اس حقیقت کی نہایت واضح اور کھلے طور پر نشاندہی کرتی ہے کہ اب بیت اللہ کے عظیم رب کا عظیم نمائندہ وجود میں آچکا ہے۔ اب ربّ البیت خود اپنے اس عظیم نمائندے کے ذریعہ اپنے بیت کی دائمی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور اس نے عملاً اس حفاظت کا ایک جلوہ اصحاب الفیل کو ہلاک کرکے دنیا کے سامنے پیش کر بھی دیا ہے۔ اور اپنے نمائندہ کے ذریعہ بیت اللہ اور توحیدِ الٰہی کے دشمنوں کو خبردار کرتے ہوئے واضح اعلان کر دیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ
بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ

کہ اصحاب فیل کا انجام تمہارے [illegible] بیت اللہ کو

ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ پھر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم وجود میں آئے۔ تو حضورؐ کے والد ماجد وفات پا چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے انبیاء کے ساتھ یہی سنت چلی آئی ہے کہ ابتداء ہی سے ان کے تمام دنیوی سہارے ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ بالکل تنہا ہر قسم کے دنیوی تعلقات سے منقطع ہو کر خدائے واحد وصمد کی وحدانیت و بے نیازی کے سچے مظہر بن کر دنیا کے مقابلے میں آتے ہیں تاکہ ان کی کامیابی و غلبہ کسی دنیوی سہارے کی طرف منسوب نہ ہو سکے۔ اور وہ خدائے واحد یکتا کے بندے دنیا کے خلاف ساری جنگ یکہ و تنہا لڑکر اور اس میں فتح یاب ہو کر یہ ثابت کر دیں کہ ساری قوتوں اور طاقتوں کا مالک وہ خدائے واحد و قہار ہے۔ جس نے انہیں بھیجا ہے۔ بالکل یہی معاملہ ہمارے آقا و مولےٰ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ آپ کے والد ماجد آپ کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔ جب آپ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ بھی وفات پا گئیں۔ اس کے بعد یہ دُرِّ یتیم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبد المطلب کی کفالت میں آئے دو برس کے بعد دادا بھی اس جہاں سے رحلت کر گئے۔ اس کے بعد آپ اپنے چچا ابو طالب [illegible]

ہوا۔

آپ کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی سرزمین عرب کا ہر ذرہ ان بے شمار برکات کا مظہر بن گیا۔ جو آپ کے وجود کے ساتھ ہی آسمان سے باران رحمت کی طرح نازل ہونی شروع ہو گئی تھی۔ عربوں کے طریق کے مطابق آپ کی رضاعت کے لئے حلیمہ سعدیہ کا انتخاب ہوا۔ اس نے اس یتیم کو بادلِ ناخواستہ رضاعت کے لئے قبول کیا۔ وہ اپنی محرومی اور مایوسی کا احساس لئے ہوئے اپنے گھر جا رہی تھی۔ کیونکہ اسے کسی امیر گھر کا بچہ دستیاب نہ ہوا تھا۔ لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ وہ کس ہستی کو اپنے ساتھ لئے جا رہی ہے۔ وہ تو آسمانی برکات کی باران رحمت ساتھ لئے ہوئے تھی۔ جس نے حلیمہ کے قبیلے بنو سعد کی بنجر اور خشک زمین کو سرسبز و شاداب کر دیا۔ خشک چشمے پھر سے رواں ہو گئے۔ چراگاہیں ہری بھری ہو گئیں۔ بھیڑ بکریاں صحت مند اور تندرست ہو گئیں۔ دودھ کی فراوانی ہو گئی۔ غرضکہ بنو سعد کی سرزمین میں ایک انقلاب آ گیا۔ سب حیران تھے کہ یہ کیونکر ہوا۔ اور خدا ان پر یکدم کیوں مہربان ہو گیا ہے۔ آخر یہ عقدہ حلیمہ کی زبان سے کھلا۔ کہ یہ سب برکت اس یتیم بچے کی طفیل ہے۔ جسے سب دودھ پلانے والیوں نے یتیم حقیر اور بے آسرا سمجھ کر ٹھکرا دیا تھا۔ حضورؐ چار سال بنو سعد میں مقیم رہے۔

چونکہ آپ خود یتیم تھے اور یتیمی کی حالت میں پلے تھے۔ اس لئے جب جوان ہوئے تو آپ فطرتاً یتیم پرور۔ غرباء و مساکین کے ہمدرد ہونے کی خوبیوں سے آراستہ تھے۔ لیکن اس کے لئے مال کی ضرورت تھی جو آپ کے پاس نہیں تھا۔ اس شدید فطری خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپ نے تجارت کا راستہ اختیار کیا۔ لیکن اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب یوں پیدا فرمایا کہ آپ کی دیانت و امانت کی شہرت ہو چکی تھی۔ مکہ کی ایک متمول عورت خدیجہؓ نے تجارت کے لئے آپ کو اپنا سرمایہ پیش کیا آپ تجارت کے لئے خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ شام تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس کاروبار میں بہت برکت ڈالی اور بہت نفع ہوا۔ خدیجہؓ کو اب آپ کی دیانت و امانت کا اور بھی زیادہ یقین ہو گیا۔ اس کے علاوہ اسے آپ کی دیگر صفاتِ حسنہ کا بھی علم ہوا تو اس نے خود درخواست کر کے آپ سے نکاح کر لیا۔ یہ الٰہی تصرف تھا جس نے حضورؐ کی یتیم پروری اور غرباء و مساکین کی ہمدردی کی فطری خواہش کو پورا کرنے کے لئے حضرت خدیجہؓ کی وسیع دولت مہیا کر دی۔

جب یہ نکاح ہوا تو حضورؐ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ شادی کے بعد آپ کے مشاغل تبدیل ہو گئے اور آپ پورے اطمینان کے ساتھ عبادتِ الٰہی (حقوق اللہ) اور بنی آدم کی خیر خواہی و بہبود (حقوق العباد) کے کام میں مصروف ہو گئے۔

حلف الفضول

انہی دنوں ملک عرب میں بد امنی لوٹ مار غرباء و کمزوروں پر ظلم و تعدی اور ان کی حق تلفی عام تھی۔ مظلوموں کا کوئی سہارا نہ تھا اور نہ کوئی ان کی حفاظت کا ذمہ وار۔ حضورؐ کو اپنی قوم کی یہ حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور ان کی اصلاح کے لئے آپ کا دل تڑپ اٹھا۔ (یہ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کا ابتدائی ظہور تھا) آپ نے بعض قبائل کے چیدہ سرداروں کو بلا کر اس طرف توجہ دلائی۔ اور آپ کی تجویز پر ایک مجلس قائم ہوئی۔ جس میں بنو ہاشم بنو عبدالمطلب۔ بنو اسد۔ بنو زہرہ اور بنو تمیم شامل تھے۔ اس مجلس کے ممبر مندرجہ ذیل عہد و اقرار کیا کرتے تھے۔

۱۔ ہم ملک سے بد امنی دور کریں گے۔
۲۔ ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے۔
۳۔ ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔
۴۔ ہم زبردست کو زیردست پر ظلم سے روکا کریں گے۔

یہ مجلس ان تاریخوں میں حلف الفضول کے نام سے معروف ہے۔ اس کی وجہ سے لوگوں کی

جان و مال کی کافی حد تک حفاظت کا سامان ہو گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے دور میں بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی شخص اس مجلس کے نام سے اپنی مدد کے لئے بلائے تو میں سب سے پہلے اس کی مدد کے لئے پہنچوں گا۔

چنانچہ اس ضمن میں ایک واقعہ یہ بھی روایتوں میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے شکایت کی۔ کہ ابو جہل نے اس کی رقم مار لی ہے۔ اور وہ ادا کرنے سے انکاری ہے۔ آپ میرے ساتھ چل کر اس سے میری رقم دلوائیں۔ چنانچہ آپ بلا تامل اس کے ساتھ ابو جہل کے گھر جا پہنچے۔ حالانکہ ابو جہل آپ کا جانی دشمن تھا۔ اور ہر وقت آپ کو قتل کرنے کی تدبیروں میں لگا رہتا تھا۔ لیکن آپ ذرا بھر بھی خوفزدہ نہ ہوئے اور اس کے گھر پہنچ کر اس کا دروازہ خوب زور سے کھٹکھٹایا۔ ابو جہل نے پوچھا کون ہے۔ آپ نے فرمایا "محمد" اس سے ابو جہل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی۔ کہ اس نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ حضور نے اسے کہا کہ تمہارے ذمہ اس شخص کی کچھ رقم ہے فوراً ادا کرو۔ ابو جہل نے فوراً رقم اندر سے لاکر ادا کر دی۔ اور آپ واپس چلے آئے۔ حالانکہ آپ کی جان جانے کا خطرہ تھا۔ لیکن حقوق العباد کی ادائیگی میں آپ نے اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی۔

الصادق والامین

آپ کی ان انسانی خدمات کی وجہ سے اور آپ کی ذاتی نیکی و بزرگی کی وجہ سے لوگوں پر اتنا اثر تھا کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو الصادق یا الامین کہہ کر پکارا کرتے تھے

تعمیر بیت اللہ اور حجر اسود رکھنے کا واقعہ

جب آپ کی عمر ۳۵ سال کی ہوئی تو قریش نے بیت اللہ کی دوبارہ تعمیر کا فیصلہ کیا کیونکہ سیلاب کی وجہ سے بیت اللہ کی دیواریں پھٹ گئی تھیں۔ عمارت کی تعمیر میں تو سب شریک تھے۔ لیکن جب حجر اسود کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھنے کا مرحلہ آیا تو ان میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہر سردار کی خواہش تھی کہ اسے حجر اسود رکھنے کا حق دیا جائے۔ اور قریب تھا کہ تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ اور خون خرابہ ہو۔ آخر قریش کے ایک سردار نے تجویز پیش کی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں آئے اسے حَکَم مان کر اس سے فیصلہ کرالیں۔ سب نے تجویز مان لی۔ حسنِ اتفاق سے دوسرے دن سب سے پہلے حرم میں آنے والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ انہیں دیکھ کر سب نے نعرہ لگایا

ھذا الامین رضیناہ

کہ یہ الامین آ گئے ہیں۔ ہم ان کے فیصلہ پر رضامند ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپنی خداداد فہم و فراست سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہو گئے۔ چنانچہ حضور نے ایک چادر زمین پر

بجھائی۔ اس پر حجر اسود اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ پھر قریش کے سارے سرداروں کو کہا کہ چادر کونوں اور اطراف سے پکڑ کر اٹھائیں۔ اس طرح وہ سارے سردار پتھر کو اٹھا کر اس جگہ تک لائے جہاں اسے نصب کرنا تھا۔ اس کے بعد خود حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے اٹھا کر مقررہ جگہ پر نصب کر دیا۔ اور اس طرح یہ خطرناک معاملہ حسن تدبر سے پُر امن طور پر طے پا گیا۔ کیونکہ آئندہ بیت اللہ کی حقیقی حفاظت و تعمیر کی اہم ذمہ واری بھی آپ کے سپرد ہی ہونے والی تھی اس لئے اس واقعہ میں بھی خصوصی الٰہی تصرف کارفرما نظر آتا ہے۔

غارِ حرا کا واقعہ

بعثت سے دس سال قبل ہی آپ کو ایک خاص نور نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس نور کو دیکھ کر بہت مسرت و اطمینان محسوس فرماتے تھے۔ پھر یوں جوں بعثت کا زمانہ قریب آتا گیا۔ حضور کا عبادتِ الٰہی میں شغف و استغراق بہت زیادہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے مکہ سے کافی دور حرا نامی ایک غار میں خلوت نشینی کا طریق اختیار کر لیا آپ کئی دن کی خوراک وہاں لے جاتے۔ اور جب تک خوراک ختم نہ ہوتی وہیں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے اور اپنی قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے دعائیں کرتے۔

بعثت سے چھ ماہ قبل

بعثت سے چھ ماہ قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے سچے خواب نظر آنے لگے۔ رات کو جو کچھ حضور دیکھتے دن کو پورا ہو جاتا۔

اس کے بعد آپ چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو وحی سے مشرف فرما کر ایسی باکمال نبوت سے سرفراز فرمایا جس کی نظیر نہ پہلے ہوئی اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(بقیہ صفحہ ۶۱)

اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے اندر رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلقوا باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔" (ستمبر ۱۹۰۲ء)

مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا
رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ
اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ وَ
لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ
ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ
لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ اِلَّا الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
اَجْرٌ كَبِيْرٌ (ھود ۱۱)
فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ
وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ
(ھود ۱۱)

ترجمہ۔ اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزا چکھائیں اور اپنے فضل سے اس کو نوازیں اور پھر آزمائش کے طور پر اس سے اپنی یہ نعمت چھین لیں [illegible]

کا اظہار کرتا ہے

اور اگر ہم مصیبت اور دکھ کے بعد اسے سکھ اور راحت و آرام کی نعمت سے نوازیں تو تکبر کے انداز میں اتراتے ہوئے اور شیخی بگھارتے ہوئے کہنے لگتا ہے کہ اب تو عیش ہی عیش ہے کسی مصیبت یا تنگ دستی کا کیا ذکر۔

ہاں جو لوگ صبر سے کام لیتے ہوئے ہر حال میں اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں اور حسب حال عمل بجا لاتے ہیں۔ یہی لوگ اصل انعام اور اجر کبیر کے مستحق ہیں۔ پس حسب حکم تم اور تمہاری سچی اتباع کرنے والے تمہارے ساتھی اس سیدھی راہ پر قائم رہیں۔ اور تمہارے ساتھی اس راہ حق سے نہ ہٹیں۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہارے سارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی تائید سے محروم ہوتا ہے۔ تو نہ امارت اس کے لئے مبارک ہوتی ہے۔ اور نہ غربت اس کے لئے کسی بھلائی کی راہ ہموار کرتی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے [illegible]

ہر حال میں اپنے لئے برکتیں سمیٹتے جاتے ہیں جب ان کو راحت آرام اور خوشحالی کی گھڑیاں نصیب ہوتی ہیں تو نہ وہ اپنے خدا کو بھولتے ہیں اور نہ حقوق العباد سے غافل ہوتے ہیں۔ اس حال میں ان کا طرز عمل اعتدال کے دائرہ کے اندر ہوتا ہے۔ نہ وہ اسراف اور عیش و عشرت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور نہ بخل و کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور جب ان پر غربت اور تنگ دستی کا دَور آتا ہے۔ تب بھی وہ صابر و شاکر رہتے ہیں۔ نہ دوسروں کے مال پر نظر رکھتے ہیں اور نہ اپنے مولا کریم کا شکوہ کرتے ہیں بلکہ سعی و عمل حسن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اسی میں مصروف منہمک رہتے ہیں۔

سید ولد آدم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جامع کمالاتِ انسانی تھے۔ ہر ایک بات میں جو انسان کی زندگی کو بلند کرنے والی ہو آپ دوسروں کے لئے نمونہ اور اسوہ تھے۔ اور جو عمل یا قول خوبی یا نیکی سے تعبیر کیا جا سکے اس کے آپ معلم تھے۔ اور انسان کے تمام پاک جذبات کو ابھارنے کے لئے ان کا وجود خضرِ راہ تھا۔ آپ کی زندگی پر غور کرنے والے معلوم کر سکتے ہیں کہ آپ نے اپنی عمر میں عزیمت و ہمت جرأت اور شجاعت کے وہ اعلیٰ درجہ کے نمونے دکھائے کہ دنیا میں ان کی نظیر نہیں مل سکتی۔ انسانی زندگی کے دو مختلف ادوار غربت اور امارت کے لحاظ سے بھی آپ کی کامیاب اور مبارک زندگی اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔

غربت میں انسان کم حوصلہ اور بے ہمت ہو جاتا ہے۔ اور امارت میں آپے سے باہر ہو کر مُسرف۔ آرام طلب اور عیش پرست بن جاتا ہے۔ جرأت اور شجاعت کے وصف کھو بیٹھتا ہے۔ ان دونوں حالتوں میں غربت و امارت سے جب آپ گزرے تو دنیا نے آپ کو اپنے ربّ کے شکر گزار بندے کے طور پر پایا۔ بہت عجیب اور مثالی نمونہ آپ نے پیش فرمایا جو عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کی بے شمار مثالیں اپنے اندر رکھتا ہے۔

فاقہ کشی تک نوبت پہنچی۔ لیکن پائے استقلال میں ذرہ بھر جنبش نہ آئی۔ آپ یتیم تھے۔ حضرت ابو طالب آپ کے کفیل تھے۔ بھوک لگتی۔ تب بھی اپنے ہم عمر چچا زاد بھائیوں سے پہل نہ کرتے۔ اور نہ ہی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے۔ جب آپ کی چچی آپ کو کہتی۔ آئیے بیٹا کھانا کھا لیں ورنہ صبر و شکر کر کے بیٹھے رہتے۔ جنگ خندق

میں کئی ایسے مواقع آئے۔ جبکہ بھوک اور فاقہ کی وجہ سے آپ کو اپنے پیٹ پر سہارے کے لئے پتھر باندھنے پڑے۔ لیکن کام میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر کے شریک رہے۔ ایک صحابی نے یہ خیال کر کہ آپ کو کئی وقت کا فاقہ ہے دعوت دی کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لاکر ماحضر تناول فرمائیں۔ تو آپ نے اکیلے جانا پسند نہ فرمایا اور اپنے فاقہ کش دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے جا کر ماحضر میں شریک فرمایا۔

پھر جب آپ کے پاس دولت کے انبار آئے اور کئی بار اتنا مال آیا کہ مسجد کا صحن بھر بھر گیا۔ آپ نے سب کچھ اپنے جاں نثاروں میں تقسیم کر دیا۔ اور اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کو باوجود ان کے ضرورت مند ہونے کے صبر کی تلقین فرماتے ہوئے ذکر الٰہی اور اپنے خدا سے مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ اہل بیت کے لئے صدقہ کے اموال حرام قرار دیئے جو سادہ زندگی پہلے تھی اس میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ نہ طرزِ رہائش میں تبدیلی فرمائی۔ اور نہ انداز بیان میں۔

حضرت ابو موسےٰ اشعری بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں موٹی بنتی کی دو چادریں نکال کر دکھائیں اور بتایا کہ جب حبیب کبریاؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے یہ دو چادریں پہن رکھی تھیں (بخاری ص ۸۶۵/۲)

سخی اور کریم ہی ہمیشہ بہادر اور شجاع ہوتا ہے۔ جو بخیل ہے وہ کبھی جرأت مند نہیں ہو سکتا جو مال خرچ کرنے سے ڈرتا ہے۔ وہ بھلا جان کب خدا کی راہ میں دے سکتا ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سخاوت کے لحاظ سے بھی نمونہ بلکہ اَجْوَدُ النَّاسِ تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں آپؐ کی سخاوت تیز ہوا کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ (بخاری ص ۲۵۵/۱)

ایک بار ایک ضرورتمند آپؐ کے پاس آیا اور اپنے قبیلہ کی ضرورت کا ذکر کیا تو آپؐ نے اسے اتنی بکریاں عنایت فرمائیں کہ ان کے ریوڑ سے وادیاں بھر گئیں۔ وہ اپنے قبیلہ کے پاس یہ مال لے کر گیا اور کہا۔

فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً
مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ

(مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ فقال لا)

خدا کی قسم محمدؐ اتنا دیتے ہیں اتنا دیتے ہیں جیسے فقر و فاقہ کا ڈر نہ ہو۔

سردار لشکر عام لوگوں کو جرأت شجاعت کا درس دیتے ہیں۔ لیکن خود شاذ ہی عملی نمونہ پیش کرتے ہیں اور یہ تو عام ہے کہ سپاہیوں کو بھیج کر مہم کا سامنا کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے

رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ یہ ہے۔ کہ ایک بار مدینہ میں رات کے وقت شور اٹھا جنگ کے دن تھے اور دشمن کے شب خون مارنے کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ لوگ شور سنکر دوڑے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار واپس آتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے کہا میں وہاں سے ہو آیا ہوں۔ کوئی بات نہیں سب ٹھیک ہے آپؐ حضرت طلحہؓ کے ایک سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو ہوا ہو جاتا ہے۔ بہت اچھا چلتا ہے (مسلم ص۲۵۴)

میدان جنگ میں سب سے زیادہ خطرناک جگہ وہ ہوتی جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ دشمن کا زور اسی طرف پڑتا لیکن عزم کے یہ کوہ پیکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ پیچھے ہٹتے نہ دشمن کے تیز و تند حملہ سے متاثر ہوتے۔ غرض ہمارے پاک رسول عزم وہمت اور جرأت و شجاعت میں ہر لحاظ سے بے نظیر نمونہ تھے۔ زندہ باد حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم۔ ؎

اُطْلُبْ نَظِیْرَ کَمَالِہٖ
فَسْتَنْدِ مَنَّ مُلَدَّدَا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمت استقلال اور عقد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مکی زندگی میں جس قدر مصائب اور مشکلات پیش آئے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو قریب تھا کہ خودکشی کر لیتا۔ مگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ یہ قوت اور ہمت اور معجزہ ہے۔ خدا پر بھروسہ یہ سب سے بڑھ کر یا قوتی ہے۔ اس سے سب خوف اور تکان دور ہو جاتے ہیں"

(الحکم ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء)

"خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اور اپنے اپنے موقعہ پر ایسے کمال ظہور میں آئے کہ صفحۂ دنیا پر اسکی نظیر ڈھونڈنا لاحاصل ہے"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپؐ نے کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسیہ اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ

(باقی دیکھیں ص۵ پر)

مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر

فضائل قرآن مجید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی جو تعریف بیان فرمائی ہے۔ وہ جہاں قرآن کریم کی عظمت اور اکملیت کو واضح کرتی ہے۔ وہاں حضور کی قرآن کریم سے محبت و عقیدت اور قرآنی علوم کی معرفت کا بھی ایک بیّن ثبوت ہے۔ ذیل میں حضور کے ملفوظات سے قرآن کریم کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ "قرآن مجید کل دنیا کی صداقتوں کا مجموعہ ہے۔ اور دین کی کتابوں کا فخر ہے"۔ جس کی تفصیل میں فرمایا۔

"قرآن مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالےٰ نے یہ چاہا ہے کہ دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء میں تھے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کردیئے۔ اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیئے۔ پس خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں"۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۴۳)

۲۔ "قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جاوے تو روح پورے جوش کے ساتھ اس کی طرف دوڑتی ہے۔ اور حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے۔ قرآن کریم ہی میں ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۴)

۳۔ "ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن مجید کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالےٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۴۵)

قرآن مجید میں تمام مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے

۴۔ "قرآن مجید ہی ایک ہتھیار اور حربہ ہے جو ہم کو اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اور جس کے ساتھ ہم مذاہب باطلہ کے سحر کو توڑنا چاہتے ہیں۔ ہم قرآن شریف کو زندہ کلام ثابت کرنا چاہتے ہیں۔" (۶۳/۴)

"اس وقت قرآن کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی۔ (۲۲/۴)

"مگر قرآن مجید ایک تیز ہتھیار ہے۔ اس کے استعمال کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہے جو خدا تعالےٰ کی تائیدات سے فیض یافتہ ہو۔ (۱۴۹/۲)

قرآن مجید کا اعجاز

"خدا تعالےٰ نے قرآن مجید کو جو معجزہ عطا فرمایا ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم اور اصول تمدن ہے اور اس کی فصاحت و بلاغت کا ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی انسان کر نہیں سکتا۔ اور ایسا ہی غیب کی خبروں اور پیشگوئیوں کا ہے۔ اس زمانہ کا کوئی شعبدہ بازی میں استاد ہرگز ایسا کرنے کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے ہمارے نشانات کو ایک تمیز صاف عطا فرمائی ہے۔ تا کہ کسی شخص کو حیلہ حجت بازی کا نہ رہے۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ نے اپنے نشانات کھول کھول کر دکھائے ہیں۔ جن میں کوئی شک و شبہ اپنا دخل نہیں پیدا کر سکتا۔" (۱۸۲/۱)

حفاظت قرآن عظیم

"یہ ٹھیک بات ہے اگر تمام دنیا میں تلاش کریں تو قرآن مجید کی طرح خالص اور محفوظ کلام الٰہی کبھی نہیں مل سکتا۔ بالکل محفوظ اور

درست پر وسے پاک کلام تو صرف قرآن مجید ہی ہے۔ روئے زمین پر ایک بھی ایسی کتاب نہیں جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ کریم نے کیا ہو اور جس میں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کا پُرزور اور متحدیانہ دعوے موجود ہو" ص ۴۵۶ / ۹

بے نظیر اسرار کا مجموعہ

" پھر اسرار کی طرف نگاہ کرو جس قدر اسرار اور رموز قرآن شریف میں ہیں تورات اور انجیل میں وہ کہاں؟ پھر قرآن شریف تمام امور کو صرف دعویٰ ہی کے رنگ میں بیان نہیں کرتا جیسے کہ تورات یا انجیل جو دعوے ہی دعویٰ کرتی ہیں بلکہ قرآن شریف استدلالی رنگ رکھتا ہے۔ کوئی بات وہ بیان نہیں کرتا جس کے ساتھ اس نے ایک قوی اور محکم دلیل نہ دی ہو۔ جیسے قرآن شریف کی فصاحت اور بلاغت اپنے اندر ایک جذب رکھتی ہے جس طرح پر اس کی تعلیم میں معقولیت اور کشش ہے۔ ویسے ہی اس کے دلائل مؤثر ہیں" ص ۲۴۳ / ۳

انسانی فطرت کا کامل عکس

" انسانی فطرت کا پورا اور کامل عکس قرآن شریف ہی ہے۔ اگر قرآن نہ بھی آیا ہوتا جب اس تعلیم کے مطابق انسان سے سوال کیا جاتا۔ کیونکہ یہ ایسی تعلیم ہے جو فطرتوں میں مرکوز اور قانون قدرت کے ہر صفحہ میں مشہود ہے" ص ۴۰۴ / ۱۰

۲۔ قرآن شریف میں کوئی دکھا تو دے کہ کوئی ایسا حکم بھی دیا گیا ہو جس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہو یا کوئی ایسا حکم بھی ہو جس کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہو۔ یا نظام دین میں فساد کا اندیشہ ہو۔ کیا ایسی ایک کتاب جس میں ایسے احکام داخل ہوں جو انسانی طاقت سے بالا ہیں یا ان کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا ہے کبھی اس خدا کی طرف منسوب ہو سکتی ہے جو خالق فطرت اور منتظم نظام دنیا اور قوائے انسانی کے پورے اندازے جاننے والا ہے۔ اور کیا وہ کتاب کامل اور مکمل شریعت کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔

مگر قرآن مجید مختص الزمان نہیں مختص القوم

نہیں اور نہ ہی مختص المکان ہے بلکہ اس کامل اور مکمل کتاب کے لانے والے کا دعوےٰ ہے کہ انی رسول الله الیکم جمیعاً (ص۲۴/۱)

"اس لئے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا۔ اور وہ یومنون بالغیب سے نکل کر مشاہدہ کی حالت تک ترقی کریگا۔ گویا خدا تعالےٰ کے وجود پر عین الیقین کا مقام ملے گا۔" (ص۲/۱۵ ، ۹)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

"بعض نادان کہا کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس واسطے اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے کہ یہ بہت مشکل ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ قرآن شریف نے اعتقادی مسائل کو ایسی وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جو بے مثل اور بے مانند ہے۔ اس کے دلائل دلوں پر اثر ڈالتے ہیں۔ یہ قرآن ایسا بلیغ اور فصیح ہے کہ عرب کے بادیہ نشینوں کو جو بالکل ان پڑھ تھے سمجھا دیا تھا تو پھر اب کیونکر اس کو نہیں سمجھ سکتے۔"

(۲۸/۹)

"مثلاً قرآن مجید نے توحید کے مسئلہ کو ایسا صاف اور بین دلائل سے کھلے کھلے طور پر بیان کیا ہے کہ بت پرستی کا کبھی کسی مسلمان کے دل میں وہم و گمان پیدا نہیں ہوتا۔" (۱۶۴/۱۰)

"اور یہ جو قرآن مجید میں قصص پائے جاتے ہیں۔ تو یہ صرف قصہ کہانیاں نہیں بلکہ یہ عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ جو شخص ان کو صرف قصے اور کہانیاں سمجھتا ہے وہ مسلمان نہیں" (۱۰/۱۴)

"جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ نہ آئے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔ کیونکہ قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں۔" (۱/۱۶۶)

متحدیانہ معجزہ

"قرآن شریف جو اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں دیکھتے کہ ایسی تحدی کی گئی ہو جیسی قرآن شریف نے کی ہے۔ اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بنا پر یہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام ہر حال میں معجزہ ہوتا ہے لیکن

قرآن شریف کا اعجاز جس کاملیت اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے۔ دوسرے کو ہم اس جگہ پر نہیں رکھ سکتے"

(۳/۳۵)

"خدا تعالیٰ نے خوب جانتا تھا کہ اس زمانہ میں کیسے کیسے علوم جدیدہ پیدا ہوں گے اور خود مسلمانوں میں کیسے کیسے خیالات کے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ ان سب کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دے رکھا ہے۔ اور کوئی نئی تحقیقات یا علمی ترقی نہیں۔ جو قرآن شریف کو مغلوب کر سکے۔ اور کوئی صداقت نہیں کہ اب پیدا ہو گئی ہو مگر قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ جو راہ قرآن شریف نے پیش کی ہے وہ نہ انجیل میں پائی جاتی ہے اور نہ توریت میں اس کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی اور کتاب اس کمال اور جامعیت کا دعوے کر سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف کو عطا کی ہے قرآن کے مقابل پر ان کا ذکر ہی کیا ہے۔"

(۴۴/۱۰)

"میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی بدی پیش کرو۔ جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔ لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین۔ یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقائق و معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ۔ اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا۔ مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے۔ اور اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمائش بالکل نہیں خود فرمایا کہ اصول کے لئے ہے اور پھر لطف یہ کہ ظاہر تو اصول کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کو سیراب کرنیوالا ہے۔"

(۱۲۸/۸)

؎ یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

ایک اہم راز

اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بڑے غور اور فکر کے بعد یہ راز ہم پر کھلا ہے کہ قرآن شریف کے جس جس مقام پر کوتہ اندیشوں نے اعتراض کئے ہیں اسی مقام پر اعلیٰ درجہ کی صداقتیں اور معارف کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس پر ان کو اس وجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور قرآن شریف کو محض

اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس پر نکتہ چینی اور اعتراض کریں۔ یاد رکھو قرآن شریف کے دو حصے ہیں بلکہ تین۔ ایک تو وہ حصہ ہے جس کو ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی جو امی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور دوسرا وہ حصہ ہے جو اوسط درجہ کے لوگوں پر کھلتا ہے۔ اگرچہ وہ پورے طور پر امی نہیں ہوتے۔ لیکن بہت بڑی استعداد علوم کی بھی نہیں رکھتے۔ اور تیسرا حصہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اعلیٰ درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں اور فلاسفر کہلاتے ہیں۔ یہ قرآن ہی کا قاعدہ ہے کہ وہ تینوں قسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے۔ ایک ہی بات ہے جو امی اور اوسط درجہ کے آدمی اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ قرآن شریف کا فخر ہے کہ ہر طبقہ اپنی استعداد اور درجہ کے مطابق فیض پاتا ہے۔" (جلد ١ صفحہ ٢١٢-٢١٣)

ایک نصیحت

"قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں۔ غرض بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔"

(١٣٢/٩)

--- محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا خطاب بقیہ ۲۴

ذروں کی طرح مسلمانوں کو پھیلا ہوا دیکھتا ہوں۔ یہ وہ روحانی غلبہ ہے وہ قوت کا عصا یعنی روحانی قوت کا عصا۔ ہم تو دنیا کے بندے نہیں ہیں۔ ہم تو روحانی دنیا کے انسان ہیں۔ اس لئے اتنے بڑے حوصلے والے آقا اور اتنے بڑے حوصلے والے غلام کی طرف منسوب ہو کر آپ کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچتا کہ ہمیں بڑا کام سپرد کیا جا رہا ہے۔ یہ شکوہ کرنے کا تو حق ہے کہ چھوٹا کام دے رہے ہو۔ اس لئے جو چھوٹا سمجھتے ہیں شوق سے بڑا کر کے دکھائیں۔ ایک نہیں اس کا ٹارگٹ بنا لیجئے۔ دس نہیں ہزار کا ٹارگٹ بنا لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا مگر کم سے کم ایک گاؤں کو اگلے سال کے اندر انشاء اللہ روحانی فتح کے ذریعہ تسخیر کرنا ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ آپ کی رپورٹوں میں ہمیشہ یہ واضح ذکر ہونا چاہیئے کہ آپ کی مجالس اس طرح بھی بڑھ رہی ہیں کہ مجلس انصار اللہ نے اس سال اتنی نئی مجالس انصار اللہ تبلیغ کے ذریعہ پیدا کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد آخری بات میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے عہد میں ایک چیز شامل ہے خلافت سے وابستگی۔ میں آپ کو خوب کھول کر بتانا چاہتا ہوں۔ کہ گناہ کبیرہ جو انسان یعنی فرد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اپنی جگہ پر خطرناک ہیں۔ میرا تجربہ ہے جماعت کے ان لوگوں پر نظر ڈال کر جنہوں نے بڑے بڑے گناہ والے بھی نیک انجام پا گئے۔ لیکن خلافت کے خلاف بے ادبی کرنے والوں کا کبھی میں نے نیک انجام ہوتے نہیں دیکھا وہ بھی تباہ ہوئے اور ان کی اولادیں بھی تباہ ہوئیں۔ کیوں ایسا ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خلافت وہ خدائی رسی ہے جس کے ساتھ دنیا نے بندھنا ہے۔ جس کے ساتھ خدا کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ حبل اللہ ہے اور خدا العظیم خدا اگر ایک بندہ کی لغزشیں دیکھ کر اسے معافی دینا چاہے تو دیتا چلا جائے گا کوئی نہیں جو روک سکے۔ لیکن اگر کوئی اس کی رسی پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس کے لئے یہی پیغام ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شاخ مثمر وہ شاخ ہے جس پر ہمیشہ روحانیت کے پھل لگتے رہیں گے۔ وہ خلافت ہے۔ اس شاخ پر اگر کسی نے بد نظر کی تو یقیناً تباہ اور برباد کر دی جائے گی۔ خائب و خاسر کی جائے گی۔ وہ ہاتھ کاٹے جائیں گے جو بدنیتی سے اس کی طرف اٹھیں گے۔ اس لئے ہمیشہ کامل غلامی کے ساتھ خلافت کی اطاعت کا عہد کریں اور اس پر قائم رہیں۔

۱

فیصلہ جات شوریٰ انصار اللہ

(بابت سال ۱۳۵۸ ہش) (۱۹۶۹ء)

قیادت	تجاویز	سفارشات شوریٰ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائیں
قیادت شوریٰ	۱- زعیم اعلیٰ ربوہ کو مجلس عاملہ مرکزیہ کا رکن مقرر کیا جائے اور آئندہ سے ان کا عہدہ زعیم اعلیٰ کی بجائے قائد مقامی ہو۔ اسے دستور اساسی کے قاعدہ ۲۶ کے بعد اس قاعدہ کا جزو (ب) بنا کر یوں درج کیا جائے:۔ "ربوہ میں بجائے زعیم اعلیٰ کے قائد مقامی ہوگا جس کو صدر نامزد کرے گا اس کے اختیارات وہی ہوں گے جو دوسری مجالس میں زعیم اعلیٰ کے ہوں گے" اسی طرح دستور اساسی کے قواعد ۲۵ اور ۲۶ میں قائد تحریک جدید کے بعد قائد مقامی کا اضافہ کر دیا جائے۔ (مجلس عاملہ مرکزیہ)	اصولی تجویز سے اتفاق ہے۔ البتہ الفاظ حسب ذیل ہوں جو دستور اساسی انصار اللہ کے قاعدہ ۲۶ کے آگے درج کر دیئے جائیں۔ "ربوہ کے زعیم اعلیٰ کو صدر مجلس انصار اللہ نامزد کریں گے اور وہ مجلس عاملہ مرکزیہ کے ممبر ہوں گے۔"
	۲- مجلس شوریٰ دستور اساسی کے قاعدہ ۳۲ میں ہے کہ مجلس شوریٰ کا فیصلہ صدر کی منظوری کے بعد تمام مجالس کے لئے واجب التعمیل ہوگا۔ اس میں "صدر" کے الفاظ کی بجائے "خلیفہ وقت" کے الفاظ ہونے چاہئیں۔ (مجلس عاملہ مرکزیہ)	ایسی [illegible] تفصیلی غور کرنے کے لئے مجلس شوریٰ نے ایک کمیٹی مقرر کر دی جو اپنی سفارشات مرتب کر کے صدر مجلس کی وساطت سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کرے گی۔

قیادت	تجاویز	سفارشات شوریٰ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائیں
	۳۔ انتخاب صدر قاعدہ ۹۳ میں "حسبِ ضرورت" کے الفاظ مناسب نہیں اس قاعدہ میں ترمیم کر کے اس کے الفاظ حسب ذیل کر دیئے جائیں:۔ "انتخاب صدر کیلئے مجلس مقامی سے نام منگوائے جائیں گے۔" انتخاب سے ایک ماہ قبل تک جس قدر نام موصول ہوں گے مجلس عاملہ مرکزیہ ان پر غور کے بعد جن ناموں کا انتخاب کے لئے پیش کرنا مناسب سمجھیں گی۔ انہیں مجالس ماتحت کو بھجوا دے گی۔ جو صدارت کے لئے ان میں سے ایک نام کا انتخاب کریں گی اور اپنے نمائندگان شوریٰ کو ہدایت کریں گی کہ وہ شوریٰ انصار اللہ میں انتخاب صدر کے موقع پر اس کے حق میں ووٹ دیں۔" (مجلس عاملہ مرکزیہ) **۴۔ انتخاب ناظم ضلع** (۱) قاعدہ [illegible] میں "ناظم ضلع کا انتخاب امیر مقامی، پریذیڈنٹ یا ان کے نمائندہ کی نگرانی میں ہوگا جس میں ماتحت مجالس شریک ہوں گی" کی بجائے یہ الفاظ ہوں:۔ "ناظم ضلع کا انتخاب مرکز کی نگرانی میں ہوگا جس میں مجلس عاملہ ضلع میں شامل مجالس کے زعماء اعلیٰ / زعماء اور نمائندگانِ شوریٰ انصار اللہ شریک ہوں گے۔"	اس کمیٹی میں مرکزی نمائندگان کے علاوہ حسب ذیل مجالس کے نمائندگان ہوں گے۔ مرکزی نمائندگان:۔ ۱۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ۲۔ " پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ۳۔ " پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب مجالس کے نمائندگان:۔ ۱۔ گجرات:۔ مکرم ڈاکٹر احمد حسن صاحب ۲۔ گوجرانوالہ:۔ " ڈاکٹر عبد القادر صاحب ۳۔ سرگودھا:۔ " میجر محمود احمد صاحب ۴۔ فیصل آباد:۔ " چوہدری احمد الدین صاحب ۵۔ لاہور:۔ " منصور احمد صاحب جاوید ۶۔ جھنگ:۔ " چوہدری عبد الغفور صاحب ۷۔ سیالکوٹ:۔ " چوہدری محمد اسلم صاحب ۸۔ شیخوپورہ:۔ " ملک لطیف سرور صاحب ۹۔ ساہیوال:۔ " پروفیسر محمد طفیل صاحب ۱۰۔ ربوہ:۔ " فضل الٰہی صاحب انوری نوٹ:۔ اس کمیٹی میں بوجہ وقف زندگی محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا نام بھی شامل تھا اگر وہ ربوہ سے باہر ہوں تو اس میں شمولیت نہیں فرما سکیں گے۔ محترم میاں صاحب کی جگہ انوری صاحب کا نام رکھا گیا ہے۔

قیادت	تجویز	سفارشات شوریٰ جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا
	وضاحت:۔ قاعدہ ۵۳ اور ۱۵۲ میں تضاد ہے اس لئے یہ ترمیم ضروری ہے تاکہ دونوں قواعد میں مطابقت ہو جائے۔ (ب) قاعدہ ۱۲۴ میں مجلس عاملہ مرکزیہ کے اراکین کے بعد "صحابہ کرامؓ" کے الفاظ بڑھائے جائیں۔ وضاحت:۔ قاعدہ ۱۲ کے مطابق صحابہ کرامؓ شوریٰ کے رکن ہیں۔ لیکن قاعدہ ۱۲۴ میں صحابہ کرامؓ شامل نہیں۔ **مجلس مقامی** (ج) دستور اساسی کے قاعدہ ۱۴۹ میں "ارکان کو" کے بعد "تین سال کے لئے" کے الفاظ بڑھائے جائیں۔ وضاحت:۔ ملک، علاقہ، ضلع اور حلقہ جات کی مجالس عاملہ کے اراکین کی میعاد کا تعین کیا گیا ہے۔ (بالترتیب قاعدہ ۱۴۲، ۱۵۹، ۱۸۴) لیکن مقامی اراکین کی میعاد مقرر نہیں اس لئے اس ترمیم کے ذریعہ میعاد مقرر کی جائے۔ (مجلس ناظم آباد کراچی)	
قیادت اشاعت	۵۔ کاغذ کی گرانی و کتابت، اور طباعت کی اجرتوں میں اضافہ کے پیش نظر ماہنامہ انصار اللہ کا سالانہ چندہ پندرہ روپے کر دیا جائے۔	منظوری کی سفارش کی جاتی ہے۔
قیادت مال	۶۔ بجٹ آمد و خرچ بابت سال ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء پیش خدمت ہے۔	شوریٰ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق بجٹ آمد و خرچ منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے چندہ مجلس = ۲٫۸۰۰۰۰ چندہ سالانہ اجتماع = ۲۵۰۰۰

یادداشت	تجویز	سفارشات شوریٰ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائیں۔
		اشاعت لٹریچر:- ۱۱,۰۰۰
		ماہنامہ انصار اللہ:- ۳۱,۰۰۰
		متفرق ۲,۰۰۰
		میزان ۳,۶۹,۰۰۰
		محاصل مشروط
		عطایا گیسٹ ہاؤس:- ۳۰,۰۰۰
		کل میزان ۳,۹۹,۰۰۰

(بقیہ از صفحہ ـــ)

ضلع سیالکوٹ میں ۴۵ مجالس کے سائیکل سوار انصار کو شمار کیا گیا۔

مرکزی شعبہ کا کام

(۱) مجالس مقامی اور ناظمین اضلاع کی ماہانہ رپورٹوں پر تبصرہ لکھا گیا۔

(۲) مجالس کو ہر ماہ بذریعہ سرکلر ضروری ہدایات بھجوائی گئیں۔

(۳) ناظمین اضلاع کے مرکز میں منعقد ہونے والے سہ ماہی اجلاسوں میں ان کے کام کا جائزہ پیش کر کے اُن کو اُن کے کام کی طرف توجہ دلائی گئی۔

(۴) صف دوم سے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات سائیکلوسٹائل کر کے ناظمین ضلع اور مجالس مقامی کو بھجوائی گئیں۔

۵۔ دورہ جات

(۱) کراچی:- ناظم صاحب ضلع اور زعماء اعلیٰ سے مل کر ان کو صف دوم کے کام سے متعلق ہدایات دیں۔

(۲) فیصل آباد:- عہدیداران ضلع کے اجلاس میں شرکت کی اور ہدایات دیں۔

(۳) سرگودھا:- عہدیداران ضلع کے اجلاس میں شرکت کی اور ہدایات دیں۔

(۴) لاہور:- شاہدرہ، ہانڈو گجر اور ٹھوکی ضلع لاہور اور ضلع قصور کی مجالس کے عہدیداران سے مل کر اُن کو ہدایات دیں اور کام کا جائزہ لیا۔

(۵) راجوکہ میں ضلع جھنگ کے عہدیداران کے اجلاس میں شرکت کی۔ اُن کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔

جناب ملک حبیب الرحمن صاحب

رپورٹ قیادت عمومی

بابت سال ۱۳۵۸ ہش / ۱۹۷۹ ء

۱۔ سالانہ لائحہ عمل

سب سے پہلا کام جو نئی مجلس عاملہ کے تقرر کے فوراً بعد کیا گیا۔ وہ لائحہ عمل کی تیاری تھی۔ قائدین کرام کی طرف سے جو لائحہ عمل تجویز ہو کر آیا اُسے مجلس عاملہ مرکزیہ کی منظوری کے بعد طبع کروا کر مجالس کو بھجوایا گیا۔ اس کے بعد لائحہ عمل کی روشنی میں مجالس کے لئے "ضروری ہدایات" مرتب کی گئیں۔ اور انہیں ایک کتابچہ کی صورت میں شائع کروا کر بھجوایا گیا تا کہ اس کی روشنی میں سارا سال اپنی کارگذاری کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

دفتری کارروائی مکمل کرنے کے بعد میدانِ عمل کی طرف توجہ دی گئی۔ اس کے لئے سب سے پہلے ۹ فروری کو ناظمین اعلیٰ۔ ناظمین اضلاع اور زعماء اعلیٰ کا ایک اجلاس دفتر مرکزیہ میں طلب کیا گیا۔ اس اجلاس میں صدر محترم نے مجالس کے کام کا جائزہ لیا۔ اور آئندہ کام کرنے کا طریق کار اُن پر واضح کیا۔

گذشتہ ۹ ماہ میں صدر محترم نے ۳۵ مقامات کا دورہ کیا جس میں صوبہ سرحد، صوبہ سندھ اور پنجاب کے متعدد شہر اور دیہات شامل ہیں محترم صدر صاحب کے علاوہ مرکزی نمائندگان اور قائدین مرکزیہ نے بھی بکثرت دورے کئے۔ تا کہ قلیل مدت میں پاکستان کی اکثر مجالس سے مؤثر رابطہ ہو سکے

ان دوروں میں اراکین خصوصی مولانا عبدالمالک خان صاحب میاں دوست محمد صاحب شاہد۔ مولانا غلام باری صاحب سیف۔ صوفی بشارت الرحمٰن صاحب۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ صوفی محمد اسحٰق صاحب اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح مکرم محمد اسلم صابر صاحب اور خاکسار قائد عمومی اور نائب قائد عمومی نے بھی بعض مقامات کے دورے کئے۔ ان دوروں میں زعماء کرام کے کام کا مفصل جائزہ لیا جاتا اور انہیں آئندہ کے لئے مفید ہدایات دی جاتیں جماعت کے خورد وکلاں کی تربیت کے علاوہ اصلاح وارشاد پر زور دیا جاتا اور سوال وجواب کی مجالس منعقد کی جاتیں۔ اور حاضرین کو مرکز احمدیت میں تشریف

لانے کی دعوت دی جاتی ۔ تاکہ انہیں اسلام کی
نشاۃ ثانیہ کے علمی اور عملی پہلو اپنی آنکھوں سے
دیکھنے کا موقع ملے ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان
سوال و جواب کی مجالس کے بہت خوش کن نتائج نکلے
ہیں ۔

مرکزی دوروں سے ضلع اور علاقہ کی اکثر مجالس
کے نمائندگان بھی استفادہ کرتے رہے ۔ الحمد للہ کہ
امسال گذشتہ ۹ ماہ میں اس قسم کی تربیتی مجالس
کی تعداد ۹۵ ہے جبکہ گذشتہ سال ۱۲ ماہ کی تعداد
۳۳ تھی ۔

عرصہ زیر رپورٹ میں جن اضلاع یا مجالس میں
مجلس کے کام کو مستعد کرنے کی خاطر اور یہ محسوس کر کے
کہ بعض عہدیدار اخلاص اور نیک خواہشات اور
ایک حد تک کوشش کے باوجود یہ استطاعت نہیں رکھتے
کہ نتیجہ خیز کام کر سکیں ۔ ایسے عہدیداران کو یا تو تبدیل
کرا دیا گیا یا اُن کے ساتھ معاون یا نائبین مقرر کر
دیئے گئے ۔ الحمد للہ کہ محض اس کے فضل سے یہ
اقدامات مؤثر ثابت ہوئے ۔ اسی طرح بعض اضلاع
کی (جہاں مجالس کی تعداد زیادہ تھی) حلقہ بندی کر
دی گئی ۔ اور نگران حلقہ مقرر کئے گئے الحمد للہ کہ یہ اقدام
بھی انتظام کو بہتر بنانے میں ممد ثابت ہوا ۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ان کوششوں کے
نتیجہ میں امسال ۹ ماہ میں جو ماہوار رپورٹیں دفتر
میں موصول ہوئیں اُن کی تعداد ۱۲۶۲ ہے جب کہ
گذشتہ سال ۱۲ ماہ میں ۸۹۷ رپورٹیں موصول ہوئی تھیں ۔

دفتر مرکزیہ کی طرف سے گذشتہ ۹ ماہ میں
۳۰۰۴ خطوط بیرونی مجالس کو بھیجے گئے جبکہ گذشتہ
سال ۱۲ ماہ میں یہ تعداد ۱۳۳۴ تھی

گذشتہ سال اجتماع انصار اللہ کے پہلے روز
۷۵۴ مجالس کی طرف سے ۱۰۲۲ نمائندگان اور
۳۴۰۲ اراکین شامل ہوئے تھے ۔ امسال حضور ایدہ اللہ
تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور خطبہ جمعہ کے فرمودات اور
دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا ۔
اور بفضلہ تعالیٰ اجتماع کے پہلے روز ۵۹۰ مجالس
کے ۱۲۸۸ نمائندگان اور ۲۵۱۶ اراکین شامل ہوئے ۔

اس اجتماع کی کامیابی میں جماعت کے
تمام اداروں کی ان تھک کوشش کا بہت
بڑا حصہ ہے ، جنہوں نے اپنے محبوب آقا
کی آواز پر دل و جان سے لبیک کہتے ہوئے
انتھک محنت سے کام کیا ۔ حسب ذیل ادارے
اپنے پُر اخلاص تعاون کے باعث ہمارے خاص
شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں :-

(۱) نظارت اصلاح و ارشاد جن کی ہدایت پر
مربیان نے غیر معمولی حسن کارکردگی کا ثبوت
دیا ۔

(۲) نظامت ارشاد وقف جدید ۔

(۳) مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر صف دوم

رپورٹ صف دوم مجالس انصار اللہ

از جنوری ۱۹۷۹ء تا اگست ۱۹۸۰ء

مجالس مقامی

(۱) اوسطاً ۱۰۹ مجالس نے ماہانہ رپورٹ بروقت بھجوائی۔ جبکہ گذشتہ سال یہ اوسط ۸۱ تھی۔ اوسطاً ۸۸ مجالس نے صف دوم کے کوائف درج کئے۔ جبکہ گذشتہ سال یہ اوسط ۶۱ تھی۔

(۲) دورانِ سال ۵۰ مجالس کے ۴۳۹ انصار سائیکل سفر برائے ملاپ و خدمتِ خلق کے وفود میں شریک ہوئے۔ جبکہ گذشتہ سال ۳۰ مجالس کے ۲۴۱ انصار سائیکل سفر برائے ملاپ و خدمتِ خلق کے وفود میں شامل ہوئے

(۳) دورانِ سال ۳۴ مجالس کے ۸۹ انصار نے بائیسکل خریدے جبکہ گذشتہ سال ۱۷ مجالس کے ۲۷ انصار نے سائیکل خریدے تھے۔

ناظمینِ اضلاع

اضلاع میں سے ضلع فیصل آباد، ضلع گجرات، ضلع کراچی، ضلع سیالکوٹ کے کام کے بعض حصے قابلِ ذکر ہیں۔

فیصل آباد ضلع میں صف دوم کے کوائف کی تکمیل ہوئی۔ ۷۵ نئے سائیکل خریدے گئے۔ ۳۵ انصار نے سائیکل چلانا سیکھا۔ ۹۷ انصار سائیکل سفر برائے ملاپ و خدمتِ خلق کے ۸۰ وفود میں شامل ہوئے اور ۱۲۷ دیہات سے ملاپ کیا۔ اور کُل ۱۲،۵۰۰ کلومیٹر فاصلہ طے کیا۔

ضلع گجرات میں بھی صف دوم کے کوائف کی تکمیل ہوئی۔ ۹ انصار سائیکل سفر برائے ملاپ و خدمتِ خلق کے ۸ وفود میں شامل ہوئے اور ۹ دیہات سے ملاپ کیا۔ نیز ناظم صاحب ضلع نے ضلع میں چار مراکز تجویز کئے اور انصار کو تحریک کی کہ وہ سائیکلوں پر سوار ہو کر اپنے اپنے مرکز میں پہنچیں۔ اس سفر میں ۱۳ مجالس کے انصار نے شرکت کی۔

ضلع کراچی میں صفِ دوم کے انصار کے کوائف اکٹھے کئے گئے۔ چار مجالس کے ۳۲ انصار سائیکل سفر برائے ملاپ و خدمتِ خلق کے وفود میں شامل ہوئے۔ چار مختلف مواقع پر صفِ دوم کے انصار سائیکل پر سفر کر کے مختلف مقررہ مراکز میں جمع ہوئے۔

(باقی صفحہ ۔۔۔ پر ملاحظہ ہو)

جناب سید احمد علی شاہ صاحب قائد تربیت

رپورٹ قیادت تربیت

مکرم صدر صاحب محترم کی راہ نمائی میں مطبوعہ ہدایات جملہ مجالس میں پہنچا کر عمل پیرا ہونے کے لئے تلقین کی گئی۔ کام کا مختصر سا خاکہ پیش خدمت ہے۔

(۱) مجالس کی آمدہ رپورٹوں پر حسب موقع تبصرہ کیا جاتا رہا۔ قائدین کی میٹنگوں میں شرکت کی گئی۔

(۲) ہفتہ تربیت کے لئے دو[2] مضمون اور دو ورقہ پمفلٹ کے لئے مضمون لکھ کر دیا گیا۔

(۳) خطبات نکاح وجمعہ کی تعداد ۳۰ ہے جن کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی۔

(۴) درس قرآن کریم۔ احادیث و کتب سلسلہ کی تعداد ۲۱۵ ہے۔

(۵) تقاریر تربیتی و تبلیغی کی تعداد ۹۵ ہے۔

(۶) رفع تنازعات کی تعداد پانچ ہے۔ ایک جگہ کئی سال پرانا تنازعہ حل ہوا الحمد للہ۔

(۷) شائع ہونے والے تربیتی مضامین کی تعداد انیس[19] ہے۔

(۸) قیادت تربیت کے سات سرکلر مجالس کے لئے بھیجے گئے۔

(۹) مرکزی سلسلہ میں (ربوہ میں) گیارہ محلہ جات میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔

(۱۰) مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ۲۳ مقامات کا دورہ کیا گیا۔

(بقیہ از صفحہ ۶)

دو ورقہ بعنوان "بڑوں کا ادب" بھی لکھا ہے۔

مجلس مرکزیہ کے ماہانہ سرکلر کے لئے بھی وقتاً فوقتاً قیادت ہذا کی طرف سے نوٹ لکھا جاتا رہا اور سوائے ایک کے باقی سب ماہانہ مجلس عاملہ مرکزیہ کے اجلاسوں میں خاکسار نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ آخر میں ان سب عہدیداران مجالس بیرون کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ نہایت ہی مخلصانہ تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان سب مخلصین کو جزائے خیر دے اور مجھے بہتر سے بہتر خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب قائد اصلاح و ارشاد

رپورٹ قیادت اصلاح وارشاد

اس سال کے شروع میں قیادت ہذا کے قائد مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر تھے اور خاکسار اُن کا نائب تھا۔ بعد ازاں اُن کے لمبی رخصت پر چلے جانے کی وجہ سے صدر محترم نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے خاکسار کو قیادت ہذا کا قائد مقرر کیا اور میرے نائب محترم مولوی عبدالرشید صاحب رازی مقرر ہوئے۔

قیادت ہذا دورانِ سال مجالس بیرون کی آمدہ رپورٹوں کو پڑھنے کے بعد حسب موقع و ضرورت مجالس کو ہدایات بھجواتی رہی اور اس بات پر خاص زور دیا گیا کہ سب مجالس بیعتوں کا ٹارگٹ مقرر کر کے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس پر مجلس کراچی نے لبیک کہتے ہوئے اپنا ٹارگٹ ایک ہزار بیعت مقرر کیا اور اگرچہ وہ اسے پُورا تو حاصل نہیں کر سکے تاہم انہوں نے اس سال ۱۵۲ بیعتیں کروائی ہیں۔ بیعتوں کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر فیصل آباد ہے جنہوں نے دورانِ سال ۷۴ بیعتیں بھجوائیں۔ اس لحاظ سے یہ دونوں مجالس باقی سب مجالس کے لئے قابلِ تقلید ہیں۔ ضلع شیخوپورہ کے ناظم صاحب نے اس لحاظ سے ایک اچھی مثال قائم کی ہے کہ انہوں نے کئی مجالس کے انصار سے فرداً فرداً وعدے لئے ہیں کہ دوران سال وہ کس قدر افراد زیر تبلیغ رکھیں گے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اصلاح وارشاد کے میدان میں دوسری قابلِ ذکر مجالس جنہوں نے اپنی کوشش کو بہتر رنگ میں منظم کیا ہے حسب ذیل ہیں:-

(۱) سیالکوٹ۔ (۲) لاہور۔ (۳) گوجرانوالہ (۴) صوبہ سرحد میں بھی پہلے کی نسبت نمایاں بیداری ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ (۵) پشاور (۶) راولپنڈی۔ (۷) گجرات۔ (۸) سرگودھا۔ (۹)۔ساہیوال اور (۱۰) ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

وقفِ عارضی کی بابرکت تحریک کے متعلق مجالس کو انفرادی اور اجتماعی طور پر بھی توجہ دلائی گئی جس پر مجلس ماڈل ٹاؤن نے ایک درجن کے قریب واقفین عارضی کے فارم پُر کروا کے بھجوائے فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

عہدیدارانِ قیادت ہذا کی طرف سے چھ شہری اور ۱۱ دیہاتی مجالس کے دورے کئے گئے۔ قیادت کے کام کے علاوہ ان دوروں کے ذریعہ رسالہ انصاراللہ کے ۸ نئے خریدار مہیا کئے گئے

صدر محترم نے اس سال متعدد

پاکستان کی مختلف شہری اور دیہاتی مجالس کے کئے جہاں اِرد گرد کی مجالس کے زعماء کو بھی بلایا جاتا رہا۔ ان سب کو خاکسار نے بعد ازاں بذریعہ خصوصی سرکلر توجہ دلائی کہ وہ صدرِ محترم کی ہدایات پر عمل کرنے کے بعد نتائج سے آگاہ کریں۔

صدرِ محترم نے جب اس سال کے شروع میں صوبہ سرحد کا دورہ کیا تو وہاں انصار اللہ اور جماعت کے دیگر سرکردہ دوستوں سے مشورہ کے بعد ایک جائزہ کمیٹی مقرر کی گئی جو مجلس انصار اللہ کے لئے ایک معیّن طریق کار طے کرے جس سے اصلاح وارشاد کے کام میں نمایاں ترقی ہو اس موقعہ پر بعض مخلصین نے اپنی رضاکارانہ خدمات بھی پیش کیں۔ اس کام کی مسلسل نگرانی کی خاطر اور وقتاً فوقتاً اسے تازہ رکھنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ چند بار نمائندگانِ مرکز کے دورے کروائے جائیں۔ چنانچہ اس سکیم کے تحت پہلا دورہ خود صدرِ مجلس نے کیا جو جنوبی صوبہ سرحد کا تھا۔ الحمدللہ کہ اس کے نیک نتائج ظاہر ہوئے بعد ازاں ایک خصوصی وفد جو مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید پر مشتمل تھا اگست کے اواخر میں صوبہ سرحد کے ایک ہفتہ کے دورہ پر بھجوایا گیا۔ اس وفد نے متعدد جگہوں پر دن کو تبلیغی مجالس منعقد کیں اور رات کو سلائیڈز دکھائے۔ اس دورہ کا نتیجہ نہایت ہی اچھا نکلا ہے اور ان گم گشتگان

میں سے کئی جو بظاہر جماعت سے کٹ چکے تھے بفضلہ تعالیٰ از سرِ نو جماعت سے آملے ہیں اور یہ کام اب مستقل بنیادوں پر جاری ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اس اہم کام کی نگرانی جس میں اصلاح وارشاد اور تربیت دونوں شامل ہیں خصوصی طور پر خاکسار کے سپرد کی گئی قیادت ہذا کی طرف سے باقاعدہ رابطہ رکھ کر اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش جاری ہے۔

تبلیغی مجالس کے لحاظ سے مجلس کراچی سب سے زیادہ سرگرم عمل ہے اس کے بعد فیصل آباد اور شیخوپورہ جو اپنی اپنی جگہ بہت عمدہ کام کر رہے ہیں۔ صدرِ محترم کی ہدایت پر ان مجالس کے حوالہ سے اور ان کا نمونہ بتلا کر پاکستان کی بارہ بڑی بڑی شہری مجالس میں سے ہر ایک کو اس کے رقبہ اور آبادی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تبلیغی مجالس کا ٹارگٹ قیادت ہذا کی طرف سے بھجوایا گیا۔ چنانچہ حیدرآباد۔ ڈیرہ غازیخان۔ ملتان۔ لاہور۔ جھنگ جہلم اور پشاور کی مجالس نے اس مرکزی ہدایت کو سراہتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ جس کے بہت حوصلہ افزا نتائج موصول ہو رہے ہیں۔

عرصہ زیرِ رپورٹ میں ہفتہ تربیت واصلاح و ارشاد کے لئے خاکسار نے دو مضامین بعنوان "خلافت کی برکات" اور "احمدیت کی تائید میں الٰہی نشانات" لکھے جو شائع ہو کر تمام مجالس کو پہنچ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں خاکسار نے ایک تربیتی

(باقی صفحہ ۔ پر دیکھیں)

جناب پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
قائد تعلیم

قیادت تعلیم

(۱) قیادت تعلیم کے پروگرام میں یہ امر شامل ہے کہ اراکین انصار اللہ میں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا ذوق پیدا کیا جائے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف انہیں توجہ دلائی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے سہ ماہی امتحانوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔

ہر سہ ماہی امتحانوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر سہ ماہی کے لئے ایک ربع قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب بطور نصاب مقرر کی جاتی ہے۔ ان دو چیزوں کے علاوہ عام دینی امور سے واقفیت بہم پہنچانے کے لئے مجلس کی جانب سے شائع کردہ بنیادی معلومات کا رسالہ بھی امسال شامل نصاب کیا گیا۔ قرآن کریم کے پارہ ۱۹ کا نصف آخر اور پارہ ۲۰ کا نصف اول اور کتب میں سے تجلیاتِ الٰہیہ۔ کشف الغطاء۔ فتح اسلام۔ نورِ الحق اشتہار شامل نصاب کی گئیں۔ بنیادی نصاب کا رسالہ ختم ہو چکا تھا اس لئے اس کے دوسرے ایڈیشن کا اہتمام کیا گیا۔ صدر محترم کی ہدایت کے مطابق بعض علماء سے اس پر نظر ثانی کروائی گئی تاکہ رسالہ زیادہ مفید ہو سکے۔ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ، مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد۔ مکرم محمد احمد صاحب جلیل پروفیسر جامعہ احمدیہ اور مکرم مبشر احمد صاحب راجیکی نے نظرِ ثانی کے کارِ خیر میں حصّہ لیا۔ جزاھم اللہ۔

صدر محترم نے خود بھی ذاتی دلچسپی لے کر مسودہ کی ترمیم و اصلاح فرمائی۔ مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ نے۔ کتابت کے بعد مسودہ کو بالاستیعاب پڑھا اور غلطیوں کی اصلاح کرنے میں بڑی توجہ اور محنت سے کام کیا۔

سالِ رواں میں اس وقت تک تین امتحان پروگرام کے مطابق ہو چکے ہیں۔ ہر امتحان کے لئے پانچ ہزار کی تعداد میں پرچے چھپوا کر مجالس کو روانہ کئے جاتے رہے۔ پہلا امتحان مارچ کے آخر میں ہوا جس میں ۹۵ مجالس کے ۹۸۴ اراکین نے حصّہ لیا۔ اس امتحان میں مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل دارالبرکات ربوہ اوّل اور ملک مظفر احمد صاحب مغلپورہ لاہور دوم قرار پائے۔ گذشتہ سال پہلی سہ ماہی میں ۴۶ مجالس کے ۶۲۷ اراکین نے حصّہ لیا تھا۔ اس طرح سال گذشتہ کے مقابلہ میں پہلی سہ ماہی میں تعداد مجالس اور تعداد اراکین نمایاں ترقی ہوئی۔

دوسری سہ ماہی کا امتحان جون کے آخر میں ہوا۔ اس میں ۸۰ مجالس کے ۸۸۶ اراکین نے حصّہ

لیا۔ اور مکرم مرزا بشیر احمد صاحب لنگروال ضلع راولپنڈی اول اور مکرم ولی محمد صاحب زعیم انصار اللہ بصیرپور ضلع ساہیوال دوم رہے۔ گذشتہ سال دوسری سہ ماہی میں ۴۳ مجالس کے ۶۳۱ اراکین نے حصہ لیا تھا۔

تیسری سہ ماہی کا امتحان ستمبر کے آخر میں ہوا اس کے جوابی پرچے ہنوز نہیں پہنچے۔ اس لئے اس کے بارہ میں کوئی تبصرہ نہیں کیا جا سکتا۔ چوتھا امتحان انشاء اللہ العزیز دسمبر کے شروع میں ہوگا۔

گذشتہ سال کی سہ ماہی سوم میں ۴۷ مجالس کے ۶۷۵ اراکین نے حصہ لیا تھا۔ اور اس میں مکرم غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخان اول اور مکرم عبدالحمید صاحب آف گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد دوم رہے تھے۔ سہ ماہی چہارم میں ۵۱ مجالس کے ۵۶۳ اراکین شریک ہوئے تھے۔ اس میں مکرم محمد حسین گل صاحب اوکاڑہ ضلع ساہیوال اول اور مکرم مصطفیٰ خان صاحب وزیر مجلس کوہاٹ دوم رہے تھے۔

(۲) امتحانات کے علاوہ قیادت تعلیم کی طرف سے اس وقت تک قریباً ۲۵ مختصر نوٹ تعلیم القرآن اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف توجہ دلانے کے لئے شائع کئے گئے۔

(۳) مرکز کی جانب سے جو ماہانہ سرکلر شائع کئے جاتے ہیں ان میں حسب ضرورت مجالس کو ہدایات بھجوائی جاتی رہیں۔ اس کے علاوہ ناظمین اضلاع کو خطوط کے ذریعہ مطلع کیا گیا کہ ان کے ضلع کی کتنی مجالس کے کتنے اراکین نے امتحانات میں حصہ لیا۔ سال رواں کے شروع میں تمام ناظمین اضلاع کو سال گذشتہ کی چاروں سہ ماہیوں میں شریک ہونے والی ان کے ضلع کی مجالس اور اراکین کی تعداد سے مطلع کیا گیا تاکہ انہیں علم ہو کہ ان کے ضلع کی پوزیشن کیا ہے۔ پھر ناظمین اضلاع کے جو اجلاس ربوہ میں منعقد ہوئے ان میں بھی ناظمین کو ان کے ضلع کی پوزیشن سے آگاہ کیا گیا۔ اسی طرح اپریل کے مہینہ میں زعماء ضلع جھنگ کا ایک خصوصی اجلاس ربوہ میں منعقد ہوا اور زعماء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ نیز ان کی راہ میں جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان کا علم حاصل کر کے ان کی رہنمائی کی گئی۔

(۴) بیرونی مجالس سے جو ماہانہ رپورٹیں آتی رہیں ان پر حسب ضرورت تبصرہ لکھا گیا اور زعماء مجالس کی رہنمائی کی گئی۔

(۵) بیرونی مجالس سے موصول ہونے والی ماہانہ رپورٹوں کے مطابق بیرونی مجالس میں جو کام ہوا وہ کچھ اس طرح ہے۔

گذشتہ سال سے موازنہ

	سال رواں	سال گذشتہ
ترجمہ قرآن کریم سیکھنے والے	۲۷۶	۲۱۳
ناظرہ پڑھنے والے چھوٹے بڑے بچے بچیاں	۷۴۲	۳۶۷
قاعدہ پڑھنے والے اراکین	۱۴	۱۳۰

	سالِ رواں	سالِ گذشتہ
حفظِ قرآن میں حصّہ لینے والے	۴۷	-
کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کرنے والے	۳۲۵	۲۳۶

ان رپورٹوں کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل مجالس کی کارکردگی تسلّی بخش رہی :-

(۱) ناظم آباد و مارٹن روڈ کراچی۔

(۲) اسلامیہ پارک ۔ (۳) ماڈل ٹاؤن اور

(۴) دارالذکر لاہور۔ (۵) فیصل آباد اور

(۶) ربوہ۔

دیہاتی مجالس میں سے گھسیٹ پور ضلع فیصل آباد کا کام اچھا رہا۔

ضلع جھنگ میں تعلیم القرآن کی ذمہ داری اگرچہ مجلس انصاراللہ پر ہے مگر افسوس کہ اس ضلع کی قریباً سب مجالس کام کی طرف توجہ نہیں کر رہیں یہ صورتِ حال باعث فکر اور قابلِ اصلاح ہے۔

قیادت تعلیم کے پروگرام میں اطفال الاحمدیہ کا ایک انعامی مقابلہ کرانا بھی شامل ہے۔ اس سلسلہ میں تین مرتبہ الفضل میں اعلان کیا گیا نیز ناظمین اضلاع کے اجلاس میں بھی اس طرف توجہ دلائی کہ ہر ضلع سے کم از کم ایک طفل تو اس مقابلہ میں شریک ہو۔ یہ انعامی مقابلہ اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر منعقد ہوتا ہے۔ اوّل و دوم آنے والوں کو بالترتیب -/۱۲۰ اور -/۶۰ روپے بطور انعام مجلس کی جانب سے پیش کئے جاتے ہیں۔ امسال اس مقابلہ میں ۱۵۰ - اطفال نے حصّہ لیا۔ اوّل پوزیشن عزیزم زاہد خورشید دارالرحمت وسطی ربوہ نے حاصل کی اور عزیزم ناصر محمود سیالکوٹ دوم رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ کامیابی مبارک کرے۔ آمین۔

قیادتِ ذہانت و صحتِ جسمانی

—— جناب چوہدری منوّر احمد صاحب خالد قائد ذہانت صحتِ جسمانی

قیادتِ ذہانت وصحت جسمانی نے اس سال مجالس کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایک تو ہر مجلس میں اجتماعی پکنک کا پروگرام بنائیں۔ دوسرے اراکین انصاراللہ کو صبح کی سیر کی عادت اپنانے کی تحریک کریں مندرجہ ذیل مجالس نے پکنک منائے جانے کی معین رپورٹیں بھجوائیں۔

مارٹن روڈ کراچی۔ ناظم آباد کراچی۔ اسلامیہ پارک لاہور۔ ماڈل ٹاؤن لاہور فیصل آباد۔ سکھر۔ گجرات۔ پشاور۔ کوئٹہ بہاولپور۔ منڈی بہاءالدین۔ بھون۔ کوٹلی افغاناں۔ سرائے عالمگیر۔ گکھڑ۔

صبح کی سیر

انصار میں صبح کی سیر کی عادت ڈالنے کے لئے یہ تجویز تھی کہ جو انصار اکثر صبح کی سیر کرتے ہوں ان کے نام مرکز میں ریکارڈ کئے جاویں اور دوسرے انصار کو جو ابھی ایسا نہیں کرتے ترغیب دی جائے۔ اپنی رپورٹس میں ۱۳ مجالس نے لکھا کہ اُن کے انصار صبح کی سیر کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ـ پر دیکھیں)

جناب پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی

قیادتِ مال

سالِ گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مجلسِ شوریٰ نے ۱۳۵۸ہش / ۱۹۷۹ء کے لئے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا بجٹ مجموعی طور پر محاصل خالص ۲٫۷۷٫۰۰۰ روپے تجویز کیا تھا۔ جو ۱۳۵۷ہش / ۱۹۷۸ء کے بجٹ ۲٫۳۹٫۰۰۰ روپے کے مقابل ۳۸٫۰۰۰ روپے زائد تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے منظور فرمایا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل۔ عہدیداران مجالس اور مرکزی کارکنان کی کوششوں سے یہ بجٹ پورا ہو گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

قیادتِ مال کی سال رواں کی رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

تشخیص بجٹ

(۱) گذشتہ سال سالانہ اجتماع تک ۷۲۰ مجالس کے بجٹ تشخیص ہوئے تھے جب کہ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک ۷۸۰ مجالس کے بجٹ تشخیص ہو چکے ہیں گویا سال گذشتہ کے مقابل ۶۰ مجالس کے زائد بجٹ تشخیص ہوئے۔ الحمد للہ۔

(۲) اس عرصہ میں مجالس کی طرف سے ۱۵۷۸ خطوط موصول ہوئے۔ اور ۶۹۸۹ خطوط مرکز سے بھجوائے گئے

(۳) روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصار اللہ میں ۳۰ اعلانات بغرض اشاعت بھجوائے گئے جب کہ سال گذشتہ یہ تعداد ۱۷ تھی۔

(۴) عرصہ زیرِ رپورٹ میں ۹ سرکلر تمام مجالس کو بھجوائے گئے تھے۔ ماہانہ سرکلرز میں بھی مناسب ہدایات درج کی جاتی رہیں اور مجالس کو بجٹ پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

(۵) سال ہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی ہر سہ ماہی کے اختتام پر تمام مجالس کو ان کے بجٹ، وصولی اور بقایا بمعہ سابقہ بقایا کی پوزیشن سے مطلع کیا جاتا رہا۔ امسال خصوصی طور پر تمام ناظمینِ اضلاع کو بھی ہر سہ ماہی کے اختتام پر اُن کے ضلع کے بجٹ کے مقابل پر تدریجی وصولی کا گوشوارہ بھجوایا گیا تاکہ وہ اپنے ضلع کا تفصیلی جائزہ لے کر اپنی مساعی کو تیز تر کر دیں۔ فروری اور ستمبر میں تمام ناظمین اضلاع کے مرکز میں منعقدہ اجلاسوں میں بھی ان کے ضلع کے مالی گوشوارے تیار کر کے پیش کئے گئے۔

(۶) تینوں انسپکٹران انصار اللہ اس ۹ ماہ کے عرصہ میں مجالس کا دورہ کرتے رہے۔ انہوں نے کل ۶۰۹ مجالس کا دورہ کیا۔

(۷) چندہ کی آمد کی روزانہ رپورٹ صدرِ

محترم کو بھجوائی جاتی رہی تاکہ مالی پوزیشن ہر وقت سامنے رہے۔ روزانہ رپورٹ کا سلسلہ اسی سال جاری ہوا ہے۔ وصولی کی ماہوار رپورٹ بمقابلہ سالِ گذشتہ بھی صدر صاحب محترم کی خدمت میں بھجوائی جاتی رہی۔

(۸) قیادتِ مال کے سلسلہ میں بعض ناظمین اور مجالس کی مساعی خصوصی طور پہ قابلِ ذکر ہیں۔

موجودہ ناظم ضلع حیدر آباد نے اپنے تقرر کے ایک ماہ کے اندر ضلع کی تمام مجالس کا بجٹ کافی اضافہ کے ساتھ سو فیصد ادا کر دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مندرجہ ذیل مجالس نے اپنے بجٹ صحیح آمد پہ اور نہایت معیاری پیش کئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے فضل سے ادائیگی میں بھی سرفہرست ہیں۔ ان مجالس کے PER CAPITA (فی کس اوسط) کے لحاظ سے بالترتیب پوزیشن حسب ذیل ہے۔

(۱) میرپور خاص شہر۔ (۲) اسلام آباد۔
(۳) چک ۶ بہ شمالی (۴) مارٹن روڈ کراچی (۵) وزیر آباد۔
(۶) ماڈل ٹاؤن لاہور۔ (۷) ناظم آباد کراچی۔ (۸) کوئٹہ۔
(۹) پشاور۔ (۱۰) کراچی صدر۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے عہدیداران کو بے شمار فضلوں سے نوازے اور سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعائیہ شعر سے مستفیض ہوں۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصرِ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

(۹) اگلے سال کا بجٹ تیار کیا گیا جو تقریباً ۸ لاکھ پر مشتمل ہے۔ اگر تمام اراکین کو بجٹ میں شامل کیا جائے اور چندہ باشرح اور صحیح آمد پر تشخیص ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ وصولی ۵ لاکھ سے کم ہو۔ اسی لئے خاکسار تاکیداً گذارش کرتا ہے کہ اب جب آپ بجٹ تشخیص کروائیں تو ان دو امور کی پابندی ضرور کروائیں۔

(۱) تمام اراکین کو بجٹ میں شامل کیا جائے۔
(۲) چندہ باشرح تشخیص کریں اور صحیح آمد پہ تشخیص کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث بننے کے لئے مالی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنا ہوگا۔

الحمد للہ خلافت کی برکت اور حضور کی دعاؤں سے ہم اپنا بجٹ سالِ گذشتہ پورا کر چکے ہیں اس لئے ہمارے دل خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے جذبات سے لبریز ہیں۔ میں تمام مجالس کے زعماء، زعیم اعلیٰ ناظمینِ اضلاع کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے ہر طرح تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو برکت سے نوازے اور ہم سب کو صحیح طریق سے خدمت کی توفیق دے۔ اور ہماری حقیر مساعی کو ہمیشہ اپنے فضل، رحمت اور برکتوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

سید عبدالحی

قیادت اشاعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیادت اشاعت کے زیر انتظام

(۱) سالِ رواں میں ماہنامہ انصاراللہ باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اس سال کم از کم اشاعت ۱٫۹۰۰ اور زیادہ سے زیادہ اشاعت ۲٫۲۰۰ رہی جبکہ گزشتہ سال کم از کم اشاعت ۱٫۷۰۰ اور زیادہ سے اشاعت ۲٫۰۰۰ تھی۔

(۲) عرصہ زیر رپورٹ میں مستقل عنوانات کے علاوہ ۳۸ مضامین۔ ۹ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور تحریرات سے ۵۵ اقتباسات اور ۳۵ مرکزی اعلانات اور رپورٹیں شائع ہوئیں نیز جماعت کے شعراء کی ۹ نظمیں اور خاکسار ایڈیٹر ماہنامہ کی طرف سے تین اداریے اور پانچ تحقیقی مضامین شائع ہوئے ہیں۔

(۳) سالِ رواں میں شعبہ اشاعت نے قیادت تربیت و قیادت اصلاح وارشاد کے تعاون سے چار تربیتی مضامین دو ورقہ پمفلٹ کی شکل میں چالیس ہزار کی تعداد میں طبع کروائے ہیں

(۴) عرصہ زیر رپورٹ میں مبلغین کرام علماء سلسلہ اور مضمون نگار انصار کو ماہنامہ انصاراللہ میں مضامین بھجوانے کے لئے ۳۵ خطوط لکھے گئے۔

(۵) ماہنامہ کی خریداری بڑھانے کے لئے دوران سال مجالس کے لئے ۲۰٪ اضافہ کا ٹارگٹ مقرر کیا تھا۔ بہت کم مجالس ایسی ہیں جنہوں نے یہ ٹارگٹ پورا کیا ہے۔ اسی طرح زعماء کو بار بار تحریک کی جاتی رہی ہے کہ کوئی مجلس ایسی نہ رہے جس میں کم از کم ایک رسالہ نہ جاتا ہو۔ ان ساری تحریکات کے نتیجہ میں اوسطاً ۱۵۰ خریداران کا اضافہ ہوا ہے۔

(۶)۔ صدر مجلس انصاراللہ جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے پاکستان سے باہر اردو دان احمدی احباب میں ماہنامہ انصاراللہ کی اشاعت بڑھانے کیلئے ایک خصوصی مہم شروع فرمائی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ابتک ۶۲ خریداروں کا اضافہ ہوا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس تحریک کے نتیجہ میں انشاءاللہ مزید اضافہ ہوگا۔

(۷) عرصہ زیر رپورٹ یعنی گزشتہ نو ماہ کی ماہنامہ کی کل آمد -/۱۷٫۱۹۱ ہوئی ہے اور خرچ -/۳۰٫۷۵۱ ہوا۔ گزشتہ سال ۱۲ ماہ کی کل آمد -/۱۷٫۸۸۶ روپے تھی جبکہ دوران سال یکم جنوری اور ۲۳ اکتوبر تک یہ آمد بڑھ کر ۲۱٫۶۹۲/۸۸ تک پہنچ گئی ہے۔ آئندہ دو ماہ میں اگر آمد کا تناسب یہی رہا تو مزید چار ہزار روپے کی آمد ہوگی سال گزشتہ کے دس ماہ کی تدریجی آمد ۱۴٫۹۰۰ روپے تھی جو اس سال -/۲۱٫۶۹۲ روپے ہے گویا ۶٫۷۹۲ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔

(۸)۔ مندرجہ ذیل مجالس نے ماہنامہ کی اشاعت

جناب صوفی بشارت الرحمٰن صاحب قائدِ وقفِ جدید

قیادت وقف جدید

(۱) عرصہ زیرِ رپورٹ میں وقفِ جدید کی اہمیت واضح کرنے کے لئے خلفاءِ کرام کے ارشادات پر مشتمل ۲۰ اعلانات الفضل میں شائع کرائے گئے۔

(۲) مجلس مرکزیہ کی طرف سے جاری کردہ ماہانہ سرکلرز کے ذریعہ سے عہدیدارانِ مجالس کی خدمت میں موقع ومحل کے مطابق ۱۰ بار ہدایات بھجوائی گئیں۔

(۳) زعماءِ مجالس و ناظمینِ کرام کی طرف سے آمدہ ۱۰۲۷ رپورٹوں کے جواب میں مناسبِ حال نوٹ لکھ کر بھجوائے گئے۔ اچھا کام کرنے والی مجالس کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اور مجالس کو تاکید کی گئی کہ معیّن اعداد وشمار کے ساتھ رپورٹ بھجوایا کریں نیز سُست مجالس کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی۔

(۴) اِسی اثناء میں مجالسِ انصار اللہ نے دو بار اپنی متعلقہ جماعتوں کے زیرِ انتظام "عشرہ وقفِ جدید" منایا گیا۔

(۵) وقفِ جدید کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل دس مجالس نے اچھا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

بہتر کارکردگی کے لحاظ سے ان کے نام بالترتیب دیئے جاتے ہیں:۔

(۱) چک ۱۶۳ شتاب گڑھ ضلع وہاڑی۔ (۲) بھوون ضلع جہلم (۳) ناظم آباد کراچی۔
(۴) نصیرہ ضلع گجرات۔ (۵) دارالذکر لاہور۔
(۶) بہاولنگر شہر۔ (۷) چک ۲۷۰/A کاچھیلو ضلع تھرپارکر
(۸) سرائے سدھو ضلع ملتان (۹) ساہووالا ضلع سیالکوٹ
(۱۰) چک ۱۰/۶۳ ضلع شیخوپورہ۔

(۶) ضلعوار رپورٹوں کے لحاظ سے مندرجہ ذیل اضلاع نے اچھا کام کیا ہے:۔

(۱) فیصل آباد۔ (۲) گجرات۔ (۳) سکھر و جیکب آباد۔
(۴) سیالکوٹ۔ (۵) لاہور۔

(۷) ہر سہ ناظمینِ اعلیٰ میں سے صرف سندھ اور بلوچستان کے ناظمِ اعلیٰ نے دورانِ سال کام کیا ہے۔ سندھ کے ناظمِ اعلیٰ اکثر رپورٹ بھجواتے رہے ہیں جبکہ بلوچستان کے ناظمِ اعلیٰ نے صرف سالانہ رپورٹ بھجوائی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(۸) خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال اب تک گذشتہ سال کی نسبت وعدہ جات میں -/۸۱,۸۳۱ روپے اور کل وصولی میں -/۵۰,۵۹۸ روپے کا اضافہ ہوا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ لیکن تدریجی لحاظ سے وصولی میں قریباً -/۱,۲۶,۵۷۴ روپے کی کمی ہے جو تمام احبابِ جماعت بالخصوص اراکین۔ ناظمین اضلاع و ناظمینِ اعلیٰ مجلس انصار اللہ کی خصوصی توجہ کی متقاضی ہے۔

"دفترِ اطفال" کی طرف بھی خاص توجہ درکار ہے۔
گذشتہ سال اِس مدّ میں کل ۔/۱٬۱۶٬۷۷۸ روپے کی وصولی ہوئی تھی۔ امسال تا حال صرف ۔/۶۲٬۰۰۰ روپے وصول ہوئے ہیں۔ گویا ۔/۵۴٬۷۷۸ روپے کی کمی ہے۔ یہ صورتِ حال بھی قابلِ فکر ہے۔

(۹) ا:۔ "وقفِ جدید" کا کام دراصل ہر جماعت کے سیکرٹری وقفِ جدید کی پوری ذمہ داری ہے۔ لیکن چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے انصار اللہ پر بھی یہ ذمہ داری ڈالی ہے۔ اس لئے تمام زعماء مجالس انصار اللہ کو بھی اپنی اپنی جماعت کے سیکرٹری وقفِ جدید سے پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔ اور اس غرض کے لئے انہیں اپنی مدد کے لئے ایک "نائب زعیم برائے وقفِ جدید" کا تقرر کرنا چاہیئے۔ اور بہتر ہوگا کہ انصار اللہ کے "نائب زعیم برائے وقفِ جدید" جماعت کے سیکرٹری وقفِ جدید نہ ہوں۔ بلکہ کوئی اور دوست ہوں۔ نائب زعیم کا فرض ہوگا کہ جماعتی "سیکرٹری وقفِ جدید" سے "وقفِ جدید" کے جملہ امور میں پورا پورا تعاون کریں۔ اور زعیم صاحب انصار اللہ اس تعاون اور اس کے نتائج کی رپورٹ معیّن اعداد و شمار کے ساتھ مرکز میں بھجوائیں۔

(ب) کم از کم سب زعماء کی یہ کوشش تو ضرور ہونی چاہیئے کہ انصار صاحبان میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جو اس مالی جہاد میں شامل نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ کوشش بھی ہونی چاہیئے کہ آپ کی جماعت کا کوئی ایک بچّہ تک بھی ایسا نہ رہے جو اس نہایت ہی مبارک مالی جہاد میں شامل نہ ہو چکا ہو۔ نیز آپ کی خدمت میں یہ تاکیدی درخواست ہے کہ اپنی ماہانہ رپورٹ میں اپنی کوششوں کے معیّن نتائج سے قیادت ہذا کو ضرور مطلع فرمایا کریں۔

ناظمین اضلاع اور ناظمینِ اعلیٰ کی طرف سے بھی رپورٹیں معیّن اعداد و شمار کے ساتھ آنی چاہئیں۔ تاکہ کام کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکے اور یہ بھی تخصیص ہونی چاہیئے کہ مجلس انصار اللہ کی تنظیم کے ذریعہ کیا اور کس قدر کام ہوا ہے۔

بالآخر دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو توجہ، محنت، اخلاص اور مومنانہ فراست کے ساتھ اپنے جملہ فرائض بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ قیادت اشاعت از صفحہ ۔۔ سے آگے

بڑھانے اور مقررہ ٹارگٹ کو پورا کرنے میں بہت کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے جملہ کارکنوں کو نیک جزاء عطا فرمائے۔

(۱) ضلع سیالکوٹ۔ (۲) ضلع فیصل آباد۔ (۳) ضلع راولپنڈی
(۴) ضلع پشاور۔

بقیہ قیادت ذہانت وصحت جسمانی از صـ

مگر جن چار مجالس نے انصار کی فہرست بھجوائی وہ یہ ہیں:۔
(۱) معین الدین پور گجرات۔ (۲) منڈی بہاؤالدین گجرات۔ (۳) گجرات شہر۔
(۴) ماڈل ٹاؤن لاہور۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید

قیادت تحریک جدید

(۱) قیادت تحریک جدید کے سالِ رواں کے لائحہ عمل میں مجالس انصاراللہ کو تحریک جدید کے مالی جہاد کی طرف بھرپور توجہ دلانے کے لئے حسب ذیل ذرائع اختیار کرنے ضروری تھے ۔

اوّل :۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا خطبہ تحریک جدید بھجوانا ۔

دوم :۔ وعدہ جات اور خط و کتابت کے ذریعے مجالس سے رابطہ قائم رکھنا ۔ الفضل میں اعلانات اور کم از کم ۱۲ مضامین کی اشاعت سے مجالس کو تحریک کرنا ۔ نیز سال میں کم از کم ایک یوم تحریک جدید منانا ۔

(۲) سب سے پہلے جملہ مجالس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ بابت اعلان سالِ نو تحریک جدید رسالہ کی صورت میں طبع کروا کر بھجوایا گیا ۔ اور پھر ماہانہ سرکلرز کے ذریعہ اس کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ۔ مجالس کی طرف سے آمدہ رپورٹوں پر تبصرہ کر کے ان کی رہنمائی کی جاتی رہی ۔ ناظمین اضلاع سے خط و کتابت کے ذریعہ اور بعض ناظمین سے ذاتی طور پر وعدہ جات کے ذریعہ رابطہ قائم رکھا گیا ۔ اور تحریک جدید کے لائحہ عمل کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ۔

(۴) سالِ رواں میں بفضلِ خدا خاکسار کو ۸۸ مقامات کا دورہ کرنے کا موقع ملا اور اکسٹھ ۶۱ مقامات پر سلائیڈز کی نمائش کے ذریعہ تحریک جدید کی طرف توجہ دلائی گئی ۔ جبکہ سالِ گذشتہ میں ۶۰ مقامات کا دورہ کیا جا سکا تھا ۔ اور اُن میں سے ۴۰ مقامات پر سلائیڈز کی نمائش ہوئی تھی ۔

(۵) عرصہ زیرِ رپورٹ میں الفضل میں ۷۰ اعلانات کے ذریعہ تحریک جدید کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ۔ جبکہ اس غرض کے لئے گذشتہ سال ۵۰ اعلانات شائع کروائے جا سکے تھے ۔

(۶) الفضل اور سرکلرز کے ذریعہ یوم تحریک جدید ماہ مئی میں اور ہفتہ تحریک جدید ماہ ستمبر میں منانے کا اعلان کیا گیا ۔ البتہ سو فیصد انصار کی شمولیت کی مہم کے سلسلے میں جو نتائج معلوم ہوتے ہیں وہ صرف پچاس مجالس کی رپورٹوں پر مشتمل ہیں ۔ ۸۲۶ میں سے پچاس مجالس کی طرف سے آمدہ رپورٹوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔

کل تعداد انصار ۱۴۰۹ ہے ۔ جن میں سے ۷۲۰ انصار تحریک جدید میں شامل ہیں ۔ ان میں

سے ۴۳ معاونین خصوصی ہیں۔ اس اعتبار سے انصار کی تحریک جدید میں شمولیت قریباً اسّی فیصد بنتی ہے گویا ہم اپنے ٹارگٹ سے ابھی ۲۰ فیصد پیچھے ہیں۔

معاونین خصوصی کا ٹارگٹ یہ تھا کہ کم از کم پچاس فیصد تعداد بڑھائی جائے۔ مجموعی طور پر بفضلِ خدا معاونین خصوصی کی تعداد ۶۸۰ سے بڑھ کر ۸۳۴ تک پہنچ گئی ہے گویا ۲۳ فیصد اضافہ عمل میں آیا ہے۔ ان نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے تحریک جدید کا کام ضرور کیا ہے۔ مگر اس میں استقلال اور تنظیم کی کمی رہی ہے اور رپورٹیں نہ موصول ہونے سے صورتِ حال گدرے مبہم رہی ہے۔

مضامین کے ٹارگٹ بقدر ۱۲ کے مقابلہ پر بفضلِ خدا سولہ ۱۶ مبسوط مضامین اور سات ۷ مختصر نوٹس الفضل میں شائع ہوئے۔ عاجز شروع سال ہی سے اہلِ قلم حضرات کو "قلمی معاونت کی درخواست" کرتا رہا۔ ناظمین اضلاع کو بھی رسالہ "سادہ زندگی" مہیا کر کے خصوصی درخواست کی گئی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جن بھائیوں نے تعاون فرمایا ان کے شکریہ اور دُعا کے لئے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔

مضامین نگاروں میں سے مکرّم مولانا روشن دین صاحب مربی کوئٹہ۔ مکرّم نذیر احمد صاحب خادم ٹاکھا روڈ سندھ۔ مکرّم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ۔ مکرّم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ۔ مکرّم مولانا غلام باری صاحب سیف ربوہ۔ مکرّم مولوی حبیب احمد صاحب مربی گوجرہ۔ مکرّم مولوی نصر اللہ خان صاحب مربی سیالکوٹ مکرم حنیف احمد صاحب مربی بدوملہی۔ مکرّم شیخ نثار احمد صاحب لاہور۔ مکرّم میاں غلام رسول صاحب اعوان ناظم ضلع ڈیرہ غازیخان۔

مختصر نوٹس لکھنے والے:۔

مکرّم بدر الزمان صاحب زاہد کوئٹہ۔ مکرّم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر مربی حیدر آباد۔ مکرّم مولوی قمر الدین صاحب ربوہ۔ مکرّم ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی ناظم ضلع لاہور۔ مکرّم رانا مبارک احمد صاحب بہاولپور۔ مکرّم عبد الحکیم صاحب اوکاڑہ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بقیہ انتخاب عہدیداران از صد سے آگے

مجلس عاملہ کے ارکان کو زعیم اعلیٰ / زعیم نامزد کر کے صدر محترم سے منظوری حاصل کریں گے۔ اس سلسلہ میں آپ کی فوری توجہ باعثِ صد ممنونیت ہوگی۔ خط و کتابت کے لئے زعیم اعلیٰ / زعیم کا ایڈریس ضرور تحریر کریں۔ یہ امر مدّ نظر رہے کہ نئے عہدیدار انشاء اللہ یکم صلح / جنوری ۱۹۸۰ء سے کام شروع کریں گے۔

جناب صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

قیادت ممالک بیرون و قلمی دوستی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت دُنیا کے ۱۸ مختلف ممالک میں مجالس انصاراللہ قائم ہیں ان میں سے ۴ ممالک یعنی سوئٹزرلینڈ۔ سپین سویڈن اور ناروے میں امسال نئی مجالس قائم ہوئی ہیں۔ اسی طرح ہالینڈ اور گیمبیا میں مجالس کا قیام زیر کاروائی ہے۔ گیمبیا میں نائب صدر صاحب مجلس انصاراللہ، انصاراللہ کی تنظیم کا تعارف کروا رہے ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق انشاءاللہ جلد ہی مجلس کا قیام عمل میں آجائے گا۔

بیرونی ممالک کی مجالس میں سے بعض خدا کے فضل سے بہت فعال ہیں اور مجلس مرکزیہ کے لائحہ عمل کے مطابق مختلف شعبہ جات کی مساعی میں حصّہ لیتی ہیں۔ لیکن ابھی تک مرکز سے ان کا رابطہ اتنا گہرا اور باقاعدہ نہیں جتنا کہ ہونا چاہیئے لہذا امسال تمام بیرونی ممالک سے پختہ اور باقاعدہ رابطہ پیدا کرنے کی خاص طور پر کوشش کی گئی جس کے نتیجہ میں اکثر بیرونی ممالک کی مجالس کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ ہے۔ لیکن ماہانہ رپورٹوں میں ابھی تک باقاعدگی پیدا نہیں ہوئی۔

پاکستان کی طرح بیرونی ممالک کی مجالس بھی اپنے اپنے علاقہ میں اصلاح و ارشاد۔ تعلیم۔ اشاعت تجنید وغیرہ مختلف شعبہ جات کے تحت کام کر رہی ہیں۔ اس پہلو سے مجلس غانا کی کارکردگی بہت نمایاں اور قابلِ تحسین ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ غانا کی مجلس انصاراللہ نے اپنے آپ کو ریجن کی سطح پر منظم کیا ہوا ہے۔ یہاں تین ۳ ریجنل مجالس یعنی اشانٹی ریجن۔ سنٹرل ریجن اور BRONGO AHAFO REGION کی مجالس ہیں۔ یہ مجالس مقامی طور پر بھی اور ریجنل سطح پر بھی اپنی مساعی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اشانٹی ریجن کی امسال باقاعدگی سے جنرل میٹنگز ہوتی رہیں۔

شعبہ تعلیم کے تحت قرآن مجید کے علاوہ مبتدی انصار کو باقاعدہ یسرنا القرآن پڑھانے کا بھی انتظام ہے۔ سنٹرل ریجن کی مجلس نے اس سال اپنا پہلا سالانہ اجتماع منعقد کیا جس سے محترم امیر صاحب غانا جناب مولوی عبدالوہاب صاحب فاضل نے بھی خطاب فرمایا۔ اس ریجن کے تمام ۱۱ سرکٹوں میں مجلس کی تنظیم کی جا چکی ہے۔

مجلس انصاراللہ نائیجیریا نے بھی اپنا چھٹا سالانہ اجتماع امسال ۲۹ - ۳۰ ستمبر بروز

ہفتہ اتوار بمقام ONDO منعقد کیا جس میں تقریباً ۵۰۰ احباب نے شرکت کی اس اجتماع میں علمار سلسلہ کی تقاریر کے علاوہ مختلف علمی ورزشی اور تقاریر کے مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں انصار کی بڑی تعداد نے بہت دلچسپی سے حصّہ لیا۔ مختلف مقامی مجالس کے زعماء نے اپنی اپنی مجلس کی مساعی کی سالانہ رپورٹیں اور ناظم صاحب اعلیٰ نائیجیریا نے پورے ملک کی مجلس انصاراللہ کی رپورٹ پیش کی اور آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل پیش کرتے ہوئے اس طرف توجہ دلائی کہ مجلس کے کام کو وسعت دی جائے اور جن جن جماعتوں میں ابھی تک مجلس کا قیام عمل میں نہیں آسکا۔ آئندہ سال وہاں مجالس قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

برطانیہ میں امسال ۵ اور ۶ رمئی کو مجلس انصاراللہ لندن نے اپنا دوسرا سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ اس اجتماع سے دیگر مقررین کے علاوہ محترم امام صاحب مسجد لندن اور محترم حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ دن کے اجلاسات میں اس اجتماع کی حاضری ۹۰ اور ۱۰۰ کے درمیان رہی جبکہ ۳۷ دوست رات کو بھی مقام اجتماع میں تشریف رکھتے اور نماز تہجد میں شامل ہوتے رہے۔ مجلس انصاراللہ لندن نے مسلمانوں کی سہولت کے لئے برطانیہ کے مختلف علاقوں میں نمازوں کے اوقات پر مشتمل ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔

مورخہ ۲۲ اور ۲۳ ستمبر ۱۹۷۹ء کو ملک برطانیہ کی مجالس انصاراللہ کا اجتماع منعقد ہوا جس کے لئے محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ نے بھی پیغام بھجوایا۔

اسی طرح سیرالیون کی مجلس انصاراللہ نے انگریزی زبان میں دو پمفلٹ "بیتامی، ہماری ذمہ داری" اور "ناپ تول" کے عناوین سے شائع کئے۔ مؤخرالذکر پمفلٹ میں لین دین کے امور کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے۔

جرمنی میں اس وقت فرینکفورٹ اور ہمبرگ میں مجالس انصاراللہ قائم ہیں۔ فرینکفورٹ میں جنوری ۱۹۷۹ء سے جولائی تک باقاعدگی سے مجلس کے اجلاس ہوتے رہے۔ اسی طرح فرینکفورٹ میں مجلس کے تحت اطفال کی دینی تعلیم کا انتظام شروع کیا گیا ہے۔

سوئٹزرلینڈ کی مجلس کو قائم ہوئے اگرچہ بہت کم عرصہ ہوا ہے لیکن انہوں نے ماشاءاللہ بہت محنت اور لگن سے کام شروع کیا ہے۔ یہ مجلس ماہانہ رپورٹیں بھجوانے میں بہت باقاعدہ ہے۔ باقاعدگی سے ماہانہ اجلاس منعقد ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ جن میں علاوہ اور امور کے کم از کم ایک دوست کسی علمی موضوع پر مضمون پڑھتے ہیں۔ اسی طرح مجلس سوئٹزرلینڈ نے

مبتدیوں کو قرآن مجید اور نماز سکھانے کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔

مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ اسلام پر شائع ہونے والی کتب اور مضامین بھی اکٹھا کر رہی ہے تاکہ حسبِ توفیق و ضرورت ان میں شائع شدہ اعتراضات کا جواب دیا جا سکے۔

اس ضمن میں نائب صدر ملک کے علاوہ ناظم اعلیٰ سوئٹزرلینڈ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ ہمارے خاص شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں جو کمزوری صحت کے باوجود ماشاء اللہ بڑی محنت اور اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔

خاکسار بیرونی ممالک کے جملہ نائب صدرانِ ملک اور دیگر عہدیدارانِ مجلس انصاراللہ کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مجلس انصاراللہ کے تمام مقاصد کو احسن رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جناب صوفی غلام محمد صاحب آڈیٹر مجلس انصاراللہ

شعبہ آڈٹ

قواعد کے مطابق جہاں مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ میں آڈیٹر کا اضافہ کیا گیا ساتھ ہی دستورِ اساسی کے مطابق قاعدہ ۲۵ کی تعمیل میں ناظمین اضلاع کو بھی اپنی اپنی مجالس عاملہ میں ایک آڈیٹر کا رکھا جانا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے ضلع کی مجالس کے حسابات آڈٹ کروا کر اس کی ماہانہ رپورٹ بھی مرکز کو بھجواتے رہا کریں۔

عرصہ زیرِ رپورٹ میں اس قاعدہ کی تعمیل کے لئے ماہانہ سرکلرز اور جملہ قائدین کی طرف سے مشترکہ لکھی جانے والی چٹھیوں کے ذریعہ نہ صرف ناظمین اضلاع کو ہی بلکہ بڑی بڑی مجالس کے زعماءِ کرام کو بھی لکھا جاتا رہا ہے کہ وہ اپنی اپنی مجالس عاملہ میں ایک ایک آڈیٹر منتخب کر کے ان کے ذریعہ اپنی مجالس کے حسابات آمد و خرچ کی پڑتال کرواتے رہا کریں۔ تاکہ انہیں بھی اور مرکز کو بھی مجالس انصاراللہ کے حسابات پر تسلی رہے۔

صدرِ محترم کی ہدایات کی روشنی میں مرکزی دفتر انصاراللہ کے حسابات کو بھی پہلے کی نسبت زیادہ بہتر رنگ میں رکھنے کی راہنمائی کی جاتی رہی ہے۔ اور جہاں اصلاح کی ضرورت تھی اصلاح کی گئی۔ جنوری ۷۹ء سے اکتوبر ۷۹ء تک دفتر انصاراللہ مرکزیہ کے دس بل مالیتی ۵۲٫۸۷۸/۸۸ روپے اور سائر اخراجات کے ۱۰۰ بل مالیتی ۱٫۴۲٫۵۹۵/۰۶ روپے پڑتال کے بعد پاس کئے گئے۔

عہدیداران انصاراللہ کا سہ سالہ انتخاب

امراء وصدر صاحبان کی خدمت میں گزارش

قواعد کے مطابق انصاراللہ کے موجودہ عہدیداروں کی معیاد ۳۱ فتح ۱۳۵۸ ہش / دسمبر ۱۹۷۹ء کو ختم ہو رہی ہے۔ یکم جنوری ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء سے انشاء اللہ نئے عہدیداران کام سنبھالیں گے۔ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ازراہِ کرم فوری طور پر جملہ انصاراللہ کا ایک خصوصی اجلاس بلا کر آئندہ تین سال کے لئے زعیم اعلیٰ/زعیم انصاراللہ کا انتخاب کروا دیں اور انتخاب کی رپورٹ مقررہ فارم پر درج کر کے منظوری کے لئے بھجوا دیں۔ انتخاب کے لئے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

(۱) انتخاب بذریعہ ووٹ ہوگا۔ (۲) انتخاب امیر مقامی یا پریذیڈنٹ یا ان کے نمائندہ کی نگرانی میں ہوگا جس میں حلقہ کے اراکین شریک ہوں گے۔ کورم ½ ہوگا۔ اگر ایک بار اجلاس بلانے پر یہ کورم پورا نہ ہو تو دوسری دفعہ کورم ⅓ ہوگا۔ (۳) انتخاب کے لئے اشارتاً یا وضاحتاً پروپیگنڈا کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۴) کوئی عہدیدار ایک ہی عہدہ کے لئے متواتر تین بار سے زیادہ منتخب یا نامزد نہ ہو سکے گا۔ سوائے اس کے کہ صدر مجلس کسی کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ قرار دیں۔ (۵) سلسلہ یا مجلس کے چندوں کے کسی بقایادار کا نام کسی عہدہ کے لئے پیش نہ ہو سکے گا۔ اور نہ ہی وہ ووٹ دینے کا حقدار ہوگا۔ (۶) ہر منتخب عہدیدار کے لئے مندرجہ ذیل امور لازم ہوں گے:۔

(ا) وہ نماز باجماعت کا پابند ہو۔ (ب) وہ مجلس اور سلسلہ کے چندوں میں باقاعدہ ہو۔ اس قاعدہ کی تشریح یہ ہوگی:۔

(۱) یعنی ایسا کوئی رکن انصاراللہ جو صدر انجمن احمدیہ یا تحریک جدید یا وقف جدید یا انصاراللہ کے لازمی چندوں کا بقایادار ہو۔ یا طوعی چندوں کی صورت میں وعدہ کرنے کے بعد بقایادار ہو مجلس کے انتخاب میں نہ رائے دے سکتا ہے اور نہ ہی عہدیدار ہو سکتا ہے۔ اور بقایادار کی تشریح وہی سمجھی جائے گی جو ان ادارہ جات کی منظور شدہ ہوگی۔

(۲) انصاراللہ کے چندوں کے لحاظ سے بقایادار وہ ہوگا جس کے ذمہ ایک سال سے زائد عرصہ کا مجلس کے چندوں کا بقایا ہو۔

(ج) وہ راست باز ہو اور سلسلہ اور مجلس کے نظام کا پابند ہو۔

نوٹ:۔ انتخاب صرف زعیم اعلیٰ اور زعیم انصاراللہ ہی کا ہوگا۔ (باقی صفحہ ۔۔۔ پر ملاحظہ ہو)

ختم
یں
سال
کے

ہ کی
نے
یگنڈا
یا
مجلس
کا

لی بر
کے
جلس
جائے

و۔

طہ ہی

ماھنامہ انصار اللہ ربوہ
نومبر دسمبر ۱۹۷۹ء

انصار اللہ کا عہد

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔
مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیّت کی مضبوطی اور اشاعت
اور نظامِ خلافت کی حفاظت کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک
جدوجہد کرتا رہونگا اور اس کیلئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے
کیلئے ہمیشہ تیار رہونگا۔ نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے
وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"